۸۔ نماز

سوال نمبر۸۳: صلاۃ یعنی نماز کسے کہتے ہیں؟

جواب: لفظ صلوٰۃ اسم ہے جو فعل صَلَّی کا مصدر ہے۔ عربی لغت میں یہ لفظ کئی معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن محاورۂ عرب کی رُو سے اصطلاح کے قریب تر معنی دعا، نماز اور تسبیح کا ہے۔(۱)

اس اعتبار سے بندہ ذات باری تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے کرم اور فضل و رحمت کی خیرات طلب کرنے کے لیے خشوع اور خضوع کے ساتھ سراپا التجا رہے۔ اس کے اسی حق بندگی بجالانے کے عمل کو صلوٰۃ یعنی نماز سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کائناتِ ارضی و سماوی کی ہر مخلوق اپنے اپنے حسبِ حال بارگاہِ خداوندی میں صلوٰۃ و تسبیح اور تحمید میں مصروف نظر آتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ط كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ط وَاللهُ عَلِيْمٌ م بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○(۲)

”کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ

---

(۱) ابن منظور، لسان العرب، ۱۴: ۴۶۴، ۴۶۵

(۲) النور، ۲۴: ۴۱

(سب) اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں اور پرندے (بھی فضاؤں میں) پر پھیلائے ہوئے (اسی کی تسبیح کرتے ہیں)، ہر ایک (اللہ کے حضور) اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جانتا ہے، اور اللہ ان کاموں سے خوب آگاہ ہے جو وہ انجام دیتے ہیںo‘‘

لفظ صلوٰۃ کے متعدد معانی میں سے ایک معنی کسی چیز کو آگ کی تپش میں رکھ کر سیدھا کرنا بھی ہے۔[۱]

یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کسی ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنا ہوتا ہے تو اسے آگ کے قریب لے جاتے ہیں اور وہ اس کی تپش سے نرم اور لچکدار ہو جاتی ہے جس کے بعد اسے سیدھا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ انسان میں بھی اس کے نفس امارہ کے سبب کجی ہوتی ہے اگر انسان دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز بجا لاتا رہے تو اس کے نفس کی کجی آتش قرب الٰہی کی حدت سے دور ہو جاتی ہے اور قربت بندگی کی انتہاؤں کو پہنچ کر بندے کے لیے معراج بن جاتی ہے۔ جہاں انسان دنیا و مافیہا کو بھول کر مشاہدہ حق کی لذت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

پس نماز کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ زبان و دل اور ہاتھ پاؤں وغیرہ سے رب کائنات کی گوناگوں نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس خدائے رحمٰن و رحیم کی یاد کو عملاً دل میں بسا لے اور حسنِ مطلق کی حمد و ثناء، اسی کی یکتائی اور اسی کی بڑائی کا اقرار کرے۔

(۱) ابن منظور، لسان العرب، ۱۴:۴۶۸

سوال نمبر۸۴: نماز کو دین کا ستون کیوں کہا گیا ہے؟

جواب: نماز کو دین کا ستون کہا گیا ہے، حدیثِ مبارکہ میں ہے:

اَلصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّيْنِ، فَمَنْ تَرَکَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّيْنَ.(۱)

’’نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو ترک کیا پس اس نے پورے دین کو منہدم کیا۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز کو دین کا مرکزی ستون قرار دیا ہے جس طرح کوئی عمارت بغیر ستون کے قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح دین کی عمارت اقامتِ صلوٰۃ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ دین کی عمارت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ بندہ نماز قائم کرے۔

سوال نمبر۸۵: نماز ادا کرنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: نماز ادا کرنے کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں تقریباً سات سو مقامات پر نماز کا ذکر آیا ہے۔ درج ذیل احادیث مبارکہ میں نماز کی فضیلت بیان کی گئی ہے:

۱۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِيْنَ○(۲)

’’اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ (مل کر) رکوع کیا کرو○‘‘

(۱) عجلونی، کشف الخفاء، ۲: ۴۰

(۲) البقرة، ۲: ۴۳

۲۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (۱)

''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے ○''

۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (۲)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے، اور ان پر (آخرت میں) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے ○''

اِس کے علاوہ کثیر احادیث مبارکہ میں فضیلتِ نماز بیان کی گئی ہے اور نماز ادا نہ کرنے پر وعید آئی ہے۔ نیز نماز کی جملہ تفصیلات بھی ہمیں احادیث میں ہی ملتی ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

۱۔ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللهُ عزوجل، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ

(۱) البقرة، ۲: ۱۵۳

(۲) البقرة، ۲: ۲۷۷

وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ. (۱)

''پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ جس نے ان نمازوں کو بہترین وضو کے ساتھ ان کے مقررہ اوقات پر ادا کیا اور ان نمازوں کو رکوع، سجود اور کامل خشوع سے ادا کیا تو ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت فرما دے گا اور جس نے ایسا نہیں کیا (یعنی نماز ہی نہ پڑھی یا نماز کو اچھی طرح نہ پڑھا) تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگر چاہے تو اس کی مغفرت فرما دے اور چاہے تو اس کو عذاب دے۔''

۲۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَأَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ، قَالَ: فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ، قَالَ: فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّ الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ. (۲)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موسمِ سرما

(۱) أبوداود، السنن، كتاب الصلاة، باب في المحافظة في وقت الصلوات، ۱: ۱۷۴، ۱۷۵، رقم: ۴۲۵

(۲) احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۷۹، رقم: ۲۱۵۹۶

میں جب پتے (درختوں سے) گر رہے تھے باہر نکلے، آپ ﷺ نے ایک درخت کی دو شاخوں کو پکڑ لیا، ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شاخ سے پتے گرنے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے پکارا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان بندہ جب نماز اس مقصد سے پڑھتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح یہ پتے درخت سے جھڑتے جا رہے ہیں۔‘‘

۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاتِهِ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ. (۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا محاسبہ ہوگا۔ اگر نماز شرائط، ارکان اور وقت کے مطابق ادا کی گئی ہوئی تو وہ شخص نجات اور چھٹکارا پائے گا اور مقصد حاصل کرے گا۔‘‘

سوال نمبر ۸۶: نماز کے طبی فوائد کیا ہیں؟

جواب: نماز ارکانِ اِسلام میں توحید و رسالت کی شہادت کے بعد سب سے

---

(۱) نسائی، السنن، کتاب الصلاۃ، باب المحاسبة علی الصلاۃ، ۱: ۲۳۲، رقم: ۴۶۵

بڑا رُکن ہے۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے اِسے اِیمان اور کفر کے درمیان حدِ فاصل قرار دیا ہے۔ نماز کی رُوحانی و اِیمانی برکات اپنی جگہ مسلّم ہیں، سرِدست ہمارا سوال طبی تحقیقات کے بارے میں نماز کا کردار ہے۔ کیونکہ نماز سے بہتر ہلکی پھلکی اور مسلسل ورزش کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ فزیوتھراپی کے ماہر (physiotherapists) کہتے ہیں کہ اُس ورزش کا کوئی فائدہ نہیں جس میں تسلسل نہ ہو یا وہ اِتنی زیادہ کی جائے کہ جسم بری طرح تھک جائے۔ اللہ ربّ العزت نے اپنی عبادت کے طور پر وہ عمل عطا کیا ہے جس میں ورزش اور فزیوتھراپی کی غالباً تمام صورتیں بہتر صورت میں پائی جاتی ہیں۔

ایک مؤمن کی نماز جہاں اُسے مکمل رُوحانی و جسمانی منافع کا پیکج مہیا کرتی ہے وہاں منافقوں کی علامات میں ایک علامت اُن کی نماز میں سستی و کاہلی بھی بیان کی گئی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا کُسَالٰی.(۱)

’’اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سُستی کے ساتھ کھڑے (ہوتے ہیں)۔‘‘

تعدیلِ اَرکان کے بغیر ڈھیلے ڈھالے طریقے پر نماز پڑھنے کا کوئی رُوحانی فائدہ ہے اور نہ طبی و جسمانی، جبکہ درُست طریقے سے نماز کی ادائیگی کولیسٹرول کی مقدار کو اعتدال میں رکھنے کا ایک مستقل اور متوازن ذریعہ ہے۔

(۱) النساء، ۴: ۱۴۲

قرآنی اَحکامات کی مزید وضاحت حضور نبی اکرم ﷺ کی اِس حدیثِ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے:

فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شِفَاءً.(١)

''بے شک نماز میں شفاء ہے۔''

جدید سائنسی تحقیق کے مطابق وہ چربی جو شریانوں میں جم جاتی ہے رفتہ رفتہ ہماری شریانوں کو تنگ کر دیتی ہے اور اُس کے نتیجہ میں بلڈ پریشر، اَمراضِ قلب اور فالج جیسی مہلک بیماریاں جنم لیتی ہیں۔

عام طور پر اِنسانی بدن میں کولیسٹرول کی مقدار 150 سے 250 ملی گرام کے درمیان ہوتی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد ہمارے خون میں اس کی مقدار اچانک بڑھ جاتی ہے۔ کولیسٹرول کو جمنے سے پہلے تحلیل کرنے کا ایک سادہ اور فطری طریقہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ پنجگانہ کی صورت میں عطا کیا ہے۔ دن بھر میں ایک مسلمان پر فرض کی گئی پانچ نمازوں میں سے تین یعنی فجر (صبح)، عصر (سہ پہر) اور مغرب (غروب آفتاب) ایسے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں جب انسانی معدہ عام طور پر خالی ہوتا ہے، چنانچہ ان نمازوں کی رکعات کم رکھی گئیں۔ نمازِ ظہر اور نمازِ عشاء عام طور پر کھانے کے بعد ادا کی جاتی ہیں اِس لیے اُن کی رکعتیں بالترتیب بارہ اور سترہ رکھیں تاکہ کولیسٹرول کی زیادہ مقدار کو حل کیا جائے۔ رمضانُ المبارک میں اِفطار کے بعد عام طور پر کھانے اور

(١) احمد بن حنبل، المسند، ٢: ٣٩٠

مشروبات کی نسبتاً زیادہ مقدار کے اِستعمال کی وجہ سے بدن میں کولیسٹرول کی مقدار عام دنوں سے غیر معمولی حد تک بڑھ جاتی ہے اِس لیے عشاء کی سترہ رکعات کے ساتھ بیس رکعات نمازِ تراویح بھی رکھی۔

نماز کے ذریعے کولیسٹرول لیول کو اِعتدال میں رکھنے کی حکمت دورِ جدید کی تحقیقات ہی کے ذریعے سامنے نہیں آئی بلکہ اِس بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی حدیثِ مبارکہ بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

أَذِيْبُوا طَعَامَكُمْ بِذِكْرِ اللهِ وَ الصَّلَاةِ.(۱)

’’اپنی خوراک (کے کولیسٹرول) کو اللہ کی یاد اور نماز کی ادائیگی سے حل کرو۔‘‘

اگر ہم رسولِ اکرم ﷺ کے اِرشاد اور عمل کے مطابق پانچ نمازیں ان کے مقررہ اوقات میں ادا کریں تو جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جس کی اَحسن طریقے سے ہلکی پھلکی ورزش نہ ہو جائے۔

سوال نمبر ۸۷: فرض نمازوں کی اِنفرادی فضیلت کیا ہے؟

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ نے مختلف اوقات میں فرداً فرداً پانچوں نمازوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

۱۔ فجر اور عشاء کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا:

(۱) طبراني، المعجم الأوسط، ۵: ۵۰۰، رقم: ۴۹۴۹

مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.[۱]

”جس شخص نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

اولاً فجر کی نماز کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ اس لیے کیا گیا کہ اس وقت انسان پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ ہوا کے خوشگوار جھونکے اسے تھپکیاں دے دے کر خوابِ شیریں کی آغوش میں لے جاتے ہیں اور شیطان ہر حربے سے اسے غفلت کی نیند پڑا رہنے پر اکساتا رہتا ہے۔ ایک بندۂ خدا میٹھی نیند اور آرام کو ترک کر کے بستر سے نماز کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو شیطان کی ساری محنت اکارت جاتی ہے۔

دوسرا عشاء کا وقت ہے جب انسان دن بھر کی تھکن سے چور، کھانا کھاتے ہی بستر راحت پر دراز ہونا چاہتا ہے اور شیطان حیلوں بہانوں سے اسے عشاء کی نماز پڑھنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بندۂ خدا نفسانی خواہشات اور شیطان کے حربوں کے باوجود بارگاہِ ایزدی میں نماز کے لیے حاضر ہوکر شیطان کے سارے عزائم خاک میں ملا دیتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ان دو اوقات کے عبادت گزار بندوں کو جنت کی بشارت دینا اس حکمت کی بناء پر ہے کہ جو شخص فجر اور عشاء کی نمازوں کی ادائیگی کو اپنا معمول بنا لیتا ہے، اس کے لیے باقی تین نمازوں کو ادا کرنا

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب مواقیت الصلوٰة، باب فضل صلاة الفجر، ۱: ۲۱۰، رقم: ۵۴۸

گراں نہیں ہوتا۔

۲۔ نمازِ عصر کی فضیلت کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَن ترَکَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ.(۱)

''جس نے نمازِ عصر چھوڑی اس کے عمل باطل ہو گئے۔''

قرآن حکیم میں اس نماز کی محافظت کی خصوصی تلقین کی گئی ہے:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى.(۲)

''سب نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی۔''

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں فجر اور عصر کی نمازوں کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے والوں کو نارِ دوزخ سے رہائی کی بشارت عطا فرمائی:

لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.(۳)

''جس نے سورج کے طلوع ہونے سے قبل اور اس کے غروب ہونے

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب مواقیت الصلٰوة، باب إثم من ترک العصر، ۱: ۲۰۳، رقم: ۵۲۸

(۲) البقرة، ۲: ۲۳۸

(۳) مسلم، الصحیح، کتاب المساجد ومواضع الصلٰوة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیها، ۱: ۴۴۰، رقم: ۶۳۴

سے قبل یعنی فجر اور عصر کی نماز ادا کی وہ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہو گا۔“

۴۔ اسی طرح پنجگانہ نماز کی فضیلت کے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم گناہ کرتے رہتے ہو اور جب صبح کی نماز پڑھتے ہو تو وہ انہیں دھو دیتی ہے، پھر گناہ کرتے رہتے ہو اور جب نمازِ ظہر پڑھتے ہو تو وہ انہیں دھو دیتی ہے، پھر گناہ کرتے ہو اور جب نمازِ عصر پڑھتے ہو تو وہ انہیں دھو دیتی ہے، پھر گناہ کرتے رہتے ہو اور جب نمازِ مغرب پڑھتے ہو تو وہ انہیں دھو دیتی ہے، پھر گناہ کرتے رہتے ہو جب نمازِ عشاء پڑھتے ہو تو وہ انہیں دھو ڈالتی ہے، پھر تم سو جاتے ہو اور بیدار ہونے تک تمہارا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔“(۱)

سوال نمبر ۸۸: قرآن حکیم کی کتنی آیات میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے؟

جواب: قرآن حکیم میں کم و بیش سات سو مقامات پر نماز کا ذکر آیا ہے جن میں سے ۸۰ مقامات پر صریحاً نماز کا حکم وارد ہوا ہے۔ درج ذیل آیات مبارکہ کے علاوہ اور بھی آیات ہیں جن سے نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے مگر اختصار کے پیشِ نظر انہی پر اکتفا کیا جا رہا ہے:

۱۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○(۲)

”اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ (مل کر) رکوع کیا کرو۔“

(۱) طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۹۱، رقم: ۱۲۱
(۲) البقرۃ، ۲: ۴۳

٢۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ج فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ج اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (۱)

’’پھر (اے مسلمانو!) جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہر حال میں) یاد کرتے رہو، پھر جب تم (حالتِ خوف سے نکل کر) اطمینان پالو تو نماز کو (حسبِ دستور) قائم کرو۔ بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے۔‘‘

٣۔ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ○ (۲)

’’بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں سو تم میری عبادت کیا کرو اور میری یاد کی خاطر نماز قائم کیا کرو○‘‘

۴۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ط نَحْنُ نَرْزُقُكَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ○ (۳)

’’اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرمائیں اور اس پر ثابت قدم رہیں، ہم آپ سے رزق طلب نہیں کرتے (بلکہ) ہم آپ کو رزق دیتے ہیں، اور بہتر انجام پرہیزگاری کا ہی ہے○‘‘

(۱) النساء، ۴: ۱۰۳

(۲) طه، ۲۰: ۱۴

(۳) طه، ۲۰: ۱۳۲

۵۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○[1]

’’(یہ اہلِ حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دے دیں (تو) وہ نماز (کا نظام) قائم کریں اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کریں اور (پورے معاشرے میں نیکی اور) بھلائی کا حکم کریں اور (لوگوں کو) برائی سے روک دیں، اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے○‘‘

۶۔ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ○[2]

’’اسی کی طرف رجوع و اِنابت کا حال رکھو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ○‘‘

سوال نمبر ۸۹: ترکِ نماز پر قرآن وحدیث میں کیا حکم وارد ہے؟

جواب: نماز جہاں ہر عمل سے افضل ہے وہاں ترکِ نماز سب سے بڑا گناہ ہے، جس طرح نماز انسان کو نیکی اور سعادت کی انتہا بلندیوں پر لے جاتی ہے اسی طرح ترکِ نماز مسلمان کو مشرک تک بنا دیتی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

---

(۱) الحج، ۲۲: ۴۱

(۲) الروم، ۳۰: ۳۱

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ○ (۱)

’’اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔‘‘

یہ وعید سن کر ہر تارک الصلوٰۃ مسلمان کو لرز جانا چاہیے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز ہی کو مسلمان اور کافر کے درمیان حدِ فاصل قرار دیا۔

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ. (۲)

’’جس نے (جان بوجھ) کر نماز ترک کی اس نے (گویا) کفر کیا۔‘‘

ایک اور مقام پر اسی مفہوم کی توضیح اس طرح فرمائی گئی ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْعَهْدَ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ. (۳)

’’یقیناً ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے پس جس نے نماز کو ترک کیا (گویا) اس نے کفر کیا (عہد سے منہ موڑ لیا)۔‘‘

www.MinhajBooks.com

(۱) الروم، ۳۰: ۳۱

(۲) ابن حبان، الصحیح، ۴: ۳۲۳، رقم: ۱۴۶۳

(۳) ابن حبان، الصحیح، ۴: ۳۰۵، رقم: ۱۴۵۴

سوال نمبر۹۰: کیا نماز پنجگانہ پہلے انبیاء کرام اور ان کی اُمتوں پر بھی فرض کی گئی تھی؟

جواب: جی نہیں، نماز پنجگانہ حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے نہ تو انبیاء کرام میں سے کسی نے ادا کی اور نہ ہی ان کی امت نے۔ البتہ ان پانچ نمازوں میں سے ہر ایک نماز کسی نہ کسی نبی نے ضرور ادا کی ہے اور قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق دنیا میں کوئی رسول یا نبی ایسا نہیں آیا جس نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود نماز نہ پڑھائی ہو یا نماز کا حکم نہ دیا ہو۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی:

رَبِّ اجْعَلْنِی مُقِیمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○(۱)

’’اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے، اے ہمارے رب! اور تو میری دعا قبول فرما لے○‘‘

۲۔ قرآن حکیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا عمل مذکور ہے:

وَكَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا○(۲)

’’اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے حضور مقامِ مرضیّہ پر (فائز) تھے (یعنی ان کا رب ان سے راضی تھا)○‘‘

(۱) ابراہیم، ۱۴: ۴۰

(۲) مریم، ۱۹: ۵۵

۳۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے آپ کو نماز کا طعنہ دیا:

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ط اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ○[1]

’’وہ بولے اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان (معبودوں) کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں یا یہ کہ ہم جو کچھ اپنے اموال کے بارے میں چاہیں (نہ) کریں؟ بے شک تم ہی (ایک) بڑے تحمل والے ہدایت یافتہ (رہ گئے) ہو○‘‘

۴۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○[2]

’’اے میرے فرزند! تو نماز قائم رکھ اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کر، بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں○‘‘

امام حلبی، امام رافعی کی شرح مسند شافعی کے حوالے سے لکھتے ہیں حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے صبح کی نماز پڑھی، حضرت داؤد علیہ السلام نے

---

(۱) ہود، ۱۱: ۸۷

(۲) لقمٰن، ۳۱: ۱۷

ظہر کی نماز پڑھی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے عصر کی نماز پڑھی، حضرت یعقوب علیہ السلام نے مغرب کی نماز پڑھی اور حضرت یونس علیہ السلام نے عشاء کی نماز پڑھی۔(۱)

عشاء کی نماز سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی لیکن ان کی یا اورکسی نبی کی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔ امتیوں میں صرف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو اس نماز کے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَعْتِمُوْا بِھٰذِهِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّكُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِھَا عَلٰی سَآئِرِ الْأُمَمِ، وَلَمْ تُصَلِّھَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ.(۲)

’’اس نماز (عشاء) کو تاخیر سے پڑھا کرو کیونکہ تمہیں اس نماز کی وجہ سے پچھلی تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔‘‘

سوال نمبر ۹۱: انسان کے علاوہ کیا دیگر مخلوقات بھی نماز ادا کرتی ہیں؟

جواب: جی ہاں انسان کی طرح دیگر مخلوقات بھی نماز پڑھتی ہیں اس کائنات

(۱) طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الصلاة، باب الصلاة الوسطی اي الصلوات، ۱: ۲۲۶، رقم: ۱۰۱۴

(۲) ابوداؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب في وقت العشآء الاخرة، ۱: ۱۷۳، رقم: ۴۲۱

میں موجود ہر شے خالق کائنات کے نزدیک عبد کا درجہ رکھتی ہے۔ اس اعتبار سے کل جہانوں میں بسنے والی مختلف النوع مخلوق اپنے اپنے انداز سے خالق و مالک کے حضور مصروفِ عبادت ہے۔ قرآن حکیم میں ان کا ذکر ان الفاظ سے کیا جاتا ہے:

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ. (۱)

''ہر ایک (اللہ کے حضور) اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جانتا ہے۔''

اس ارشاد باری تعالٰی کے مطابق ارضی و سماوی کائنات کا ہر وجود نماز اور تسبیح میں مصروف ہے۔ چونکہ انسان اپنی پیدائش کے اعتبار سے کامل وجود کا حامل ہے اسے عبادت کی وہ قسم عطا ہوئی جو تمام زمین اور آسمانی مخلوقات کی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ نماز کے اندر وہ تمام مظاہر کلی طور پر اکٹھے کر دیے گئے ہیں جو پوری کائنات میں ہر جگہ منتشر حالت میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ پرند چرند، حشرات الارض، جمادات، نباتات اور عالم بالا کی مخلوق کی جتنی بھی ممکنہ حالتیں ہوسکتی ہیں ان سب کو سمیٹ کر نماز میں رکھ دیا گیا ہے۔ فضا میں اڑتے ہوئے پرندے، زمین پر چلتے ہوئے حیوانات اور رینگتے ہوئے حشرات قیام اور رکوع، سجود کی حالتوں کے مظہر ہیں، درخت قیام کی حالت میں تو پہاڑ قعود کی صورت میں ایک ہی حالت میں ٹھہرے ہوئے ہیں، عالم بالا میں فرشتے نماز کی صورت میں صف باندھے ہمہ وقت مشغول عبادت ہیں۔ غرض کہ ارض و سماء کی ہر مخلوق اپنے جداگانہ احوال کی مناسبت سے کسی نہ کسی حالت میں مصروفِ عبادت

(۱) النور، ۲۴: ۴۱

ہے۔ یہاں تک کہ شمع کے گرد منڈلاتا ہوا ننھا پتنگا بھی بقول شاعر:

گرنا تیرے حضور میں اس کی نماز ہے
ننھے سے دل میں لذّتِ سوز و گداز ہے

کے مصداق مصروفِ نماز ہے۔

سوال نمبر۹۲: نماز جامع اوقات ہے یا نظام اوقات؟

جواب: نماز جامع اوقات بھی ہے اور نظام الاوقات بھی۔

نماز بطور جامع اوقات

تمام عبادات میں تنہا نماز ہی ایک ایسا منفرد عمل ہے جو شب و روز کی کسی نہ کسی ساعت سے متعلق ہونے کی بناء پر ایک باقاعدہ نظام الاوقات کی حیثیت رکھتا ہے۔ اوقات نماز دن اور رات کے تمام اوقات کے جامع ہیں اور ہر نماز فرضیت کے اعتبار سے مقررہ اوقات کی تابع کر دی گئی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۝ (۱)

’’بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے۝‘‘

www.MinhajBooks.com

نماز بطور نظام الاوقات

تمام نمازیں ایک باضابطہ اور مربوط نظام الاوقات کے تابع ہیں جس کی بدولت دن رات کے چوبیس گھنٹے میں ہر نماز کے لیے ایک وقت مقرر ہے

(۱) النساء، ۴: ۱۰۳

جو نماز اس کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ادا ہوگی وہی ’’ادا‘‘ نماز تصور ہوگی ورنہ اس کی ’’قضا‘‘ لازم آئے گی۔

دن اور رات کی ہر ساعت ایک خاص رنگ و آہنگ اور تاثیر لیے ہوئے ہے۔ جس کا پرتو اس ساعت کے اندر رکھی جانے والی نماز میں جھلکتا نظر آتا ہے مثلاً رات کے سکون و آرام کے بعد جب انسان صبح صادق کے وقت بیدار ہوتا ہے تو اس کی طبیعت میں تازگی، بشاشت اور شگفتگی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے چنانچہ نماز فجر اپنے دامن میں سحر کی نشاط آگیں اور کیف و سرور کی کیفیات جذب کیے ہوتی ہے۔

نمازِ فجر اور نمازِ ظہر کے درمیان کم وبیش آٹھ گھنٹے کا وقفہ حائل ہے یہ وقت کام کاج اور محنت و مشقت کا ہوتا ہے جس کے بعد قدرتی طور پر انسان کی طبیعت میں سستی اور تھکن پیدا ہو جاتی ہے اسے دور کرنے کے لیے وقت کے اس دامن میں نمازِ ظہر کو رکھ دیا گیا ہے تاکہ نماز کی ادائیگی کے بعد انسان کو کھانا کھانے اور سستانے کا موقع میسر آ سکے۔

دوپہر کے کھانے اور قیلولہ کرنے سے طبیعت میں جو کسالت اور سستی پیدا ہو جاتی ہے اس کا اثر زائل کرنے کے لیے سہ پہر کا وقت نماز عصر کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔

نمازِ عصر کے بعد جب سورج مغرب کی سمت اپنا سفر مکمل کرنے کے لیے سائے زمین پر پھیلا دیتا ہے اور دن اپنے اجالے سمیٹ کر رخصت ہونے

لگتا ہے تو انتقال وقت کے اس سنگم پر مغرب کی نماز رکھ دی گئی۔

پھر جب رات کی تاریکی پھیلنے لگتی ہے اور انسان دن بھر کی تکان اور سستی کو دور کرنے کے لیے بستر خواب پر دراز ہونے کی تیاری کرنے لگتا ہے تو وقت کی اس ساعت کو نمازِ عشاء سے منسلک کر دیا گیا۔ نمازِ عشاء کا وقت پو پھٹنے یعنی سپیدہ سحر نمودار ہونے سے قبل تک رہتا ہے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد فجر تک کے لیے وقت کو نیند اور راحت و آرام کے لیے وقف کر دیا گیا ہے۔ اس دوران اگرچہ شریعتِ اسلامیہ نے کسی کو شب بیداری کا مکلّف نہیں ٹھہرایا تاہم رات کے پچھلے پہر نینداور آرام چھوڑ کر نماز تہجد کے لیے اٹھنا بے پایاں اجر و ثواب کا حامل ہے اس کی قدر و قیمت کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جو یادِ الٰہی کی حلاوت اور لذت سے آشنا ہوتا ہے۔

سوال نمبر۹۳: نماز نمازی کے حق میں کیا دعا کرتی ہے؟

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص وضو کر کے پورے آداب اور کمال یکسوئی کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو کر نماز ادا کرتا ہے تو نماز اس کے حق میں دعا کرتی ہے کہ جس طرح تو نے میری حفاظت کی اللہ تعالیٰ اسی طرح تیری حفاظت کرے پھر وہ دعا آسمانوں کی طرف پرواز کرتی ہوئی عرش الٰہی کے کنگرے تھام کر اس نمازی کی بخشش و مغفرت کے لیے اللہ رب العزت سے سفارش کرتی ہے۔ اس کے برعکس جو شخص اس حالت میں داخل نماز ہوتا ہے کہ اس کی زبان تو اللہ تعالیٰ سے

ہمکلام ہے لیکن اس کا دل دنیاوی معاملات میں الجھا ہوا ہو تو وہ نماز زبان حال سے اس شخص کے لیے بددعا کرتی ہے کہ اے بندے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا اللہ تعالیٰ تجھے بھی اسی طرح ضائع کرے۔ پھر وہ نماز غلیظ کپڑے میں لپیٹ کر اس بندے کے منہ پر مار دی جاتی ہے اور اسے تاریکیوں میں پھینک دیا جاتا ہے جبکہ آداب کے ساتھ ادا کی ہوئی نماز نورِ ایزدی کے جلو میں عرش معلیٰ کی طرف پرواز کرتی ہے۔(۱)

سوال نمبر۹۴: نماز میں اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی کون سی چیزیں محبوب ہیں؟

جواب: نماز میں اللہ تعالیٰ کو اپنے عبادت گزار بندے کی تین چیزیں محبوب تر ہیں۔

۱۔ **جسم کی نیاز مندی** جو غایت درجہ تواضع، انکساری اور تذلیل کی پیداوار ہے۔

۲۔ **قلب کی یکسوئی** جس سے بندے کو عبادت میں استغراق و انہماک نصیب ہوتا ہے۔

۳۔ **اللہ تعالیٰ کی یاد میں بہنے والے آنسو اور گریہ و زاری** جس سے پہاڑوں جیسے گناہ بھی خس و خاشاک کی طرح بہہ کر ناپید ہو جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر سے فرمایا: میں اپنے عبادت گزار بندے سے نماز میں تین چیزوں کا طالب ہوں۔ جسم کی نیاز مندی، دل کی یکسوئی، اور آنکھوں سے بہنے والے

(۱) منذری، الترغیب والترہیب، ۱: ۲۵۸

آنسو۔ اگر بندہ یہ تینوں چیزیں میری نذر کر دے تو مجھے میری عزت کی قسم! میں اس کے اتنا قریب ہو جاتا ہوں کہ اس سے زیادہ اور بہتر قرب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔(۱)

سوال نمبر ۹۵: نماز میں خشوع و خضوع سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہر شے کی ایک ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک باطنی حقیقت۔ نماز بھی ایک ظاہری صورت رکھتی ہے اور ایک باطنی حقیقت۔ نماز کی اس باطنی حقیقت کا نام قرآن و سنت کی زبان میں خشوع و خضوع ہے۔

نماز میں خشوع و خضوع سے مراد وہ کیفیت ہے کہ دل خوف اور شوقِ الٰہی میں تڑپ رہا ہو اور اس میں اللہ کے سوا کچھ باقی نہ رہے، اَعضاء و جوارِح پرسکون ہوں، پوری نماز میں جسم کعبہ کی طرف اور دل ربِ کعبہ کی طرف متوجہ ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰی ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ يَهۡدِیۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ○(۲)

’’اللہ ہی نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، جو ایک کتاب ہے جس کی

(۱) سہروردی، عوارف المعارف: ۴۷۶

(۲) الزمر، ۳۹: ۲۳

باتیں (نظم اور معانی میں) ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں (جس کی آیتیں) بار بار دہرائی گئی ہیں، جس سے اُن لوگوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر اُن کی جلدیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں (اور رِقّت کے ساتھ) اللہ کے ذکر کی طرف (محو ہو جاتے ہیں)۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس کے ذریعے رہنمائی فرماتا ہے۔ اور اللہ جسے گمراہ کر دیتا (یعنی گمراہ چھوڑ دیتا) ہے تو اُس کے لیے کوئی ہادی نہیں ہوتا○

مومن کا شعار صرف نمازی ہونا ہی نہیں بلکہ نماز میں خشوع اِختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ خشوع نماز کا مغز ہے اور اس کے بغیر اقامتِ صلوٰۃ کا تصور بھی ممکن نہیں۔ اور اگر نماز میں خشوع نہ ہو تو اس کی مثال یوں ہوگی جیسے کسی کی آنکھیں تو ہوں لیکن بصارت نہ ہو، کان تو ہوں مگر سماعت نہ ہو۔ لٰہذا نماز کی روح یہ ہے کہ اِبتدا سے آخر تک خشوع کا غلبہ ہو اور حضورِ قلب قائم رہے کیونکہ دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و ہیبت کی کیفیات کو اپنے اوپر طاری رکھنا ہی نماز کا اصل مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ لا وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ○ (۱)

’’بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں سو تم میری عبادت کیا کرو اور میری یاد کی خاطر نماز قائم کیا کرو○‘‘

(۱) طٰہٰ، ۲۰: ۱۴

’’حضرت مطرف اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ. (۱)

’’میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کے سینہ اقدس سے رونے کی آواز اس طرح آ رہی تھی جیسے چکی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔‘‘

سوال نمبر ۹۶: نماز میں یکسوئی حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نماز میں داخل ہوتے ہی نمازی کے دل و دماغ میں ایسے وسوسے اور خیالات آنے لگتے ہیں کہ نماز میں یکسوئی نصیب نہیں ہوتی۔ امام غزالی نے نماز میں شیطانی خیالات، وسوسوں سے بچنے اور خشوع و خضوع برقرار رکھنے کے لیے درج ذیل تدابیر بیان فرمائی ہیں:

- انسان جب اذان کی آواز سنے تو دل میں تصور کرے کہ مجھے میرے خالق و مالک اور غفور و رحیم کی بارگاہ سے حاضری کا بلاوا آیا ہے اب میں ہر کام پر اس حاضری کو ترجیح دیتا ہوں لہٰذا جس کام میں بھی مشغول ہو

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ أبوداود، السنن، كتاب الصلاة، باب البكاء في الصلاة، ۱: ۲۳۸، رقم: ۹۰۴

۲۔ نسائي، السنن، كتاب السهو، باب البكاء في الصلاة، ۳: ۱۳، رقم: ۱۲۱۴

اسے چھوڑ کر نماز کی تیاری کرے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ○[۱]

’’(اللہ کے اس نور کے حامل) وہی مردانِ (خدا) ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے اور نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوٰۃ ادا کرنے سے (بلکہ دنیوی فرائض کی ادائیگی کے دوران بھی) وہ (ہمہ وقت) اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں (خوف کے باعث) دل اور آنکھیں (سب) الٹ پلٹ ہو جائیں گی○‘‘

- نماز میں یکسوئی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ موذن کی صدا سننے کے بعد نمازی کا دل بار بار اپنے مالک کی حاضری کی طرف متوجہ ہو اور خوش ہو کہ مالک نے یاد فرمایا ہے اور میں اس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی تمام روداد عرض کروں گا۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگوں گا۔ شوق و محبت سے قیام، رکوع اور سجود کے ذریعے دلی راحت اور سکون کے ذریعے اپنے تمام غموں اور صدماتِ ہجر و فراق کا ازالہ کروں گا۔ میں محبوب حقیقی کی حاضری کے لیے طہارت کرتا، اچھے کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر حاضر ہوتا ہوں کیونکہ میرے مالک کا حکم ہے:

---

(۱) النور، ۲۴:۳۷

يٰـبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ.[1]

”اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنا لباسِ زینت (پہن) لیا کرو۔“

پس بندے کو چاہیے کہ بارگاہِ خداوندی کی عظمت کا بار بار تصور کرتے ہوئے سوچے کہ اتنی بڑی بارگاہ میں کیسے حاضری دوں گا۔

- نماز میں یکسوئی حاصل کرنے کے لیے مکمل نماز کے معانی ذہن نشین کر لیے جائیں اور اس کا مفہوم لفظاً لفظاً ازبر کر لیا جائے مثلاً لفظ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ زبان سے ادا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بڑائی، پاکیزگی اور تقدس کا تصور دل و دماغ میں گھر کر جائے اور نمازی پر یہ خیال حاوی ہو جائے کہ وہ سب سے بڑے بادشاہ کے دربار میں دست بستہ حاضر ہے جو ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ وَبِحَمْدِکَ سے اس کی حمد و ثنا کی طرف نگاہ جائے کی وہی ذات ساری تعریفوں کے لائق ہے۔ علی ھذا القیاس ساری نماز کے ایک ایک لفظ پر نمازی کو آگاہی ہو تو نماز میں یکسوئی نصیب ہوتی ہے۔
- نمازی نماز میں یہ تصور کرے کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے شاید اس کے بعد زندگی مہلت نہ دے، بس یہ سوچ نمازی کو باقی چیزوں سے ان شاء اللہ اجنبی و بیگانہ کر کے اپنے رب کریم کی طرف متوجہ کر دے گی۔

(۱) الاعراف، ۷: ۳۱

سوال نمبر ۹۷: نماز بمع عربی و ترجمہ کیا ہے؟

جواب: مکمل نماز عربی اور ترجمہ سمیت ترتیب وار درج ذیل ہے:

ثناء

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ، وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُکَ.(۱)

’’اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیری تعریف کرتے ہیں، تیرا نام بہت برکت والا ہے، تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔‘‘

تعوذ

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.

’’میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا/مانگتی ہوں۔‘‘

تسمیہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

’’اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔‘‘

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصلاة، باب ما یقول عند افتتاح الصلاة، ۱: ۲۸۳، رقم: ۲۴۳

سورۃ الفاتحہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ○ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ○ (۱)

”سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے○ نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے○ روزِ جزا کا مالک ہے○ (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں○ ہمیں سیدھا راستہ دکھا○ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا○ ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ (ہی) گمراہوں کا○“

سورۃ الاخلاص

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ○ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ○ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○ (۲)

”(اے نبی مکرّم!) آپ فرما دیجئے: وہ اللہ ہے جو یکتا ہے○ اللہ سب سے بے نیاز، سب کی پناہ اور سب پر فائق ہے○ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا

(۱) الفاتحۃ، ۱: ۱۔۷

(۲) الاخلاص، ۱۱۲: ۱۔۴

ہے اور نہ ہی وہ پیدا کیا گیا ہے ○ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے ○‘‘

رکوع

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ.(۱)

’’پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا۔‘‘

قومہ

سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ.

’’اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔‘‘

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ.(۲)

’’اے ہمارے پروردگار! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔‘‘

سجدہ

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلَی.(۳)

’’پاک ہے میرا پروردگار جو بلند تر ہے۔‘‘

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی التسبیح فی الرکوع والسجود، ۱: ۳۰۰، رقم: ۲۶۱

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصلاة، باب إثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی الصلاة، ۱: ۲۹۳، ۲۹۴، رقم: ۳۹۲

(۳) ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب مقدار الرکوع و السجود، ۱: ۳۳۷، رقم: ۸۸۶

جلسہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان درج ذیل دعا مانگتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ.(۱)

''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت پر قائم رکھ اور مجھے روزی عطا فرما۔''

تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ ِللهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِيْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.(۲)

''تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کے

---

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب الدعا بين السجدتين، ۱: ۳۲۲، رقم: ۸۵۰

(۲) ترمذی، الجامع الصحيح، ابواب الدعوات، باب فی فضل لا حول ولا قوة إلّا باللهِ، ۵: ۵۴۲، رقم: ۳۵۸۷

بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

درودِ ابراہیمی

حضور نبی اکرم ﷺ دو، تین یا چار رکعت والی نماز کے قعدہ اخیرہ میں ہمیشہ درودِ ابراہیمی پڑھتے جو درج ذیل ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ. (۱)

"اے اللہ! رحمتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے رحمتیں نازل کیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔

"اے اللہ! تو برکتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔"

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الانبیاء، باب النسلان فی المشی، ۳: ۱۲۳۳، رقم: ۳۱۹۰

دعاے ماثورہ

درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھیں:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ○[1]

’’اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے، اے ہمارے رب! اور تو میری دعا قبول فرما لے○ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے) اور دیگر سب مومنوں کو بھی، جس دن حساب قائم ہوگا○‘‘

سوال نمبر ۹۸: کیا نماز تمام عبادات کی جامع ہے؟

جواب: جی ہاں! نماز میں شریعتِ اسلامیہ کی تمام فرض عبادتیں جمع کر دی گئی ہیں اور ان کی سب کیفیات اس میں اس طرح سمو دی گئی ہیں کہ ہر ایک کا رنگ اس میں جھلکتا ہوا نظر آتا ہے مثلاً:

روزہ

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں کھانے پینے اور ازدواجی تعلق سے ممانعت ہے جبکہ نماز میں بھی بندہ ان امور سے دست کشا ہوتا ہے۔ صرف ایک فرق ضرور ہے کہ روزے میں بے نیازی اور شان استغناء جھلکتی ہے جو ایک

(۱) ابراھیم، ۱۴: ۴۰، ۴۱

خدائی صفت کا پرتو ہے اور نماز سرتا پا نیازمندی اور عجز و فروتنی کا آئینہ دار ہے۔

زکوٰۃ

ارکان اسلام میں زکوٰۃ انسان کو مال و دولت کی ہوس اور حب زر سے پاک کرکے اس کے اندر تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن پیدا کرتی ہے جس کے نتیجے میں بندے کا اللہ تعالیٰ سے محبت و وابستگی کا قلبی تعلق استوار ہوتا ہے۔ جبکہ نماز کی حالت میں اس سے بدرجہ اولیٰ انسان خدا کی ذات کو اپنی الفت و محبت کا محور و مرکز بنا لیتا ہے اور اس کے دل میں غیر اللہ کا ہر خیال یکسر نکل جاتا ہے۔

حج

حج میں شعائر اللہ کی تعظیم، اہل و عیال کی محبت اور دنیوی مشاغل سے کنارہ کشی اور ترکِ وطن کا سبق ملتا ہے تو نماز میں بھی استقبالِ قبلہ، کعبۃ اللہ کی تعظیم اور مکروہاتِ دنیا سے کنارہ کشی کا رنگ نمایاں ہے۔ نماز کے کئی افعال حج کی مماثل ہیں جیسے حج میں دورانِ طواف رفع یدین کیا جاتا ہے تو نماز میں بھی داخل ہونے کے لیے رفع یدین کرنا پڑتا ہے، اسی طرح حج کی طرح نماز بھی متعدد اوراد، اذکار اور وظائف کا مجموعہ ہے۔

پس نماز کے علاوہ جتنی عبادات ہیں ان میں ایک قدر مشترک یہ ہے کہ ہر عبادت محض اس لیے عبادت قرار پائی ہے کہ اس میں حکم خداوندی کی تکمیل کا پہلو مضمر ہے لیکن نماز کا امتیازی اور منفرد پہلو یہ ہے کہ وہ فی نفسہ عبادت ہے اور اس میں خدا کی عظمت و کبریائی کے آگے بندے کی بے

مائیگی بے وقعتی اور تذلیل کا جو احساس بدرجہ اتم پایا جاتا ہے وہ کسی اور عبادت میں نہیں ہے۔

سوال نمبر ۹۹: قرآنِ حکیم نے کس نماز کی حفاظت کی خصوصی تلقین کی ہے؟

جواب: قرآن حکیم نے تمام نمازوں کی محافظت کے ساتھ درمیانی نماز یعنی نمازِ عصر کی حفاظت کی خصوصی تلقین فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ (۱)

”سب نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی، اور اللہ کے حضور سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کیا کرو ○“

نمازِ عصر کی فضیلت کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ. (۲)

”جس نے نمازِ عصر چھوڑی اس کے عمل باطل ہوگئے۔“

سوال نمبر ۱۰۰: وہ کون سی نمازیں ہیں جس میں جماعت شرط ہے؟

جواب: جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں جماعت شرط ہے۔

---

(۱) البقرة، ۲: ۲۳۸

(۲) بخاری، الصحيح، كتاب مواقيت الصلاة، باب إثم من ترك العصر، ۱: ۲۰۳، رقم: ۵۲۸

سوال نمبر ۱۰۱: نماز جمعہ کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: نمازِ جمعہ کو یہ خصوصیت اور فضیلت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں صرف نمازِ جمعہ کی اذان کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ جب جمعہ کی اذان دی جائے تو نماز کے لیے حاضر ہوں۔ ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○[1]

’’اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن (جمعہ کی) نماز کے لیے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر (یعنی خطبہ و نماز) کی طرف تیزی سے چل پڑو اور خرید و فروخت (یعنی کاروبار) چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو ○‘‘

آیتِ مبارکہ کے علاوہ درج ذیل احادیث مبارکہ میں بھی نمازِ جمعہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح سے وضو کیا، پھر جمعہ پڑھنے آیا اور خاموشی سے خطبہ سنا تو اس کے اس جمعہ سے لے کر گزشتہ

(۱) الجمعة، ۶۲: ۹

جمعہ تک اور تین دن زائد کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔‘‘[۱]

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازہ پر فرشتے آنے والے کو لکھتے رہتے ہیں۔ جو پہلے آئے اس کو پہلے لکھتے ہیں اور جب امام (خطبہ کے لیے) بیٹھ جاتا ہے تو وہ اعمال ناموں کو لپیٹ لیتے ہیں اور آکر خطبہ سنتے ہیں۔ جلدی آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک اونٹ صدقہ کرتا ہے، اس کے بعد آنے والا اس شخص کی طرح ہے جو ایک گائے صدقہ کرتا ہے۔ اس کے بعد والا اس شخص کی مثل ہے جو مینڈھا صدقہ کرے پھر اس کی مثل ہے جو مرغی صدقہ کرے پھر اس کی مثل ہے جو انڈہ صدقہ کرے۔‘‘[۲]

۳۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور جلدی (مسجد) میں حاضر ہوا اور امام کے قریب ہو کر خاموشی کے ساتھ غور سے خطبہ سنا تو اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب ہے۔‘‘[۳]

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت فی الخطبة، ۲: ۵۸۷، رقم: ۸۵۷

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة، ۲: ۵۸۷، رقم: ۸۵۶

(۳) ترمذی، الجامع الصحيح، ابواب الجمعة، باب ما جاء فی فضل الغسل يوم الجمعة، ۱: ۵۰۵، رقم: ۴۹۶

سوال نمبر ۱۰۲: نماز جمعہ ترک کرنے پر کیا وعید ہے؟

جواب: جان بوجھ کر تین جمعہ ترک کر دینے والے کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے، حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَرَکَ الْجُمْعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِهِ.(۱)

’’جو کاہلی کے باعث تین جمعہ ترک کر دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔‘‘

سوال نمبر ۱۰۳: جمعۃ المبارک کے روز درود پاک پڑھنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: جمعۃ المبارک کے روز حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پاک پڑھنے کے بہت زیادہ فضیلت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود جمعہ کے روز کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت اَوس بن اَوس روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ.

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الجمعة، باب ماجاء فی ترک الجمعة من غیر عذر، ۱: ۵۱۰، رقم: ۵۰۰

’’بیشک تمہارے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے، اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن انہوں نے وفات پائی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن سخت آواز ظاہر ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔‘‘

اِس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

’’یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال کے بعد آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کا جسدِ مبارک خاک میں مل چکا ہوگا؟‘‘

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. (۱)

’’بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاے کرام کے جسموں کو (کھانا یا کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانا) حرام کر دیا ہے۔‘‘

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ

(۱) ۱۔ ابوداود، السنن، کتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ۱: ۲۷۵، رقم: ۱۰۴۷

۲۔ نسائی، السنن، کتاب الجمعة، باب إكثار الصلاة على النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يوم الجمعة، ۳: ۹۱، رقم: ۱۳۷۴

حَتَّی یَفْرُغَ مِنهَا.(۱)

’’جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کے درود سے فارغ ہونے سے پہلے ہی اس کا درود مجھے پیش کر دیا جاتا ہے۔‘‘

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’روشن رات اور روشن دن یعنی جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اپنے نبی پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔‘‘(۲)

www.MinhajBooks.com

(۱) ابن ماجہ، السنن، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ و دفنہ ﷺ، ۱: ۵۲۴، رقم: ۱۶۳۷

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۱: ۸۳، رقم: ۲۴۱

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲: ۱۶۹

۹۔ نماز کا طریقہ اور مسائل

سوال نمبر ۱۰۴: نماز کی ظاہری شرائط کیا ہیں؟

جواب: وہ شرائط جن کی بجا آوری کو نماز ادا کرنے کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے، پانچ ہیں:

۱۔	طہارت	۴۔	استقبالِ قبلہ
۲۔	ستر	۵۔	نیت
۳۔	پابندیِ وقت		

ان پانچ ظاہری آداب و شرائط کی پابندی کیے بغیر شرعی اعتبار سے نماز نہیں ہوتی۔ اس لیے ظاہری آداب پر توجہ مرکوز کرنا ضروری ہے کیونکہ جب تک ظاہری تقاضے پورے نہ ہوں گے اس وقت تک نماز میں روحانی لذت اور معراج کے ثمرات و برکات تک رسائی ناممکن ہے۔

نماز کے ظاہری آداب

نماز کی ظاہری پانچ شرائط کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ طہارت

نماز کی سب سے پہلی شرط ''پاکیزگی و طہارت'' ہے جو اس بات کا

متقاضی ہے کہ حالتِ نماز میں داخل ہونے سے پہلے جسم، جگہ اور لباس اچھی طرح سے پاک وصاف ہوں کیونکہ اس کے بغیر نماز کی ادائیگی کے شرعی تقاضے پورے نہیں کیے جا سکتے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ.[1]

”اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنا لباسِ زینت (پہن) لیا کرو۔“

۲۔ ستر

نماز کی دوسری شرط ”ستر“ ہے یعنی جسم کے مخصوص حصے لباس سے ڈھکے ہوئے ہوں۔ فقہی اصطلاح میں اسے ”ستر عورت“ کہا جاتا ہے۔ مرد کے لیے ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا بدن اور عورت کے لیے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ تمام بدن کا چھپانا ضروری ہے۔ کتب فقہ میں مرد اور عورت کے جسم کے ان مخصوص حصوں کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے جن کا ڈھانپنا نمازی کے لیے ازروئے شرع فرض قرار دیا گیا ہے اگر ستر پوری طرح ملحوظ نہ رکھا جائے تو نماز نہیں ہوگی۔

۳۔ پابندیِ وقت

نماز کا تیسری شرط ”نماز مقررہ اوقات کے اندر ادا کرنا“ ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

(۱) الاعراف، ۷: ۳۱

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ [۱]

’’بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے ○‘‘

نماز ادا کرنے کی دو حدیں ہیں، ایک وقت شروع ہونے کی ابتدائی حد اور دوسری ختم ہونے کی آخری حد اگر ان دو حدود کے اندر نماز ادا کی جائے تو وہ ادا ہو جائے گی ورنہ نہیں مثلاً نماز فجر کو صبح صادق سے لے کر طلوع شمس سے پہلے تک کی حدود میں ادا کرنا ہے، ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اگر آپ نے اس سے قبل نماز ادا کر لی تو وہ ظہر کی نماز تصور نہیں ہو گی۔ اسی طرح نماز ظہر کی آخری حد اس وقت تک ہے جب تک ہر چیز کا سایہ اس چیز سے دوگنا نہ ہو جائے۔ اس کے بعد چونکہ نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس لیے اس کے بعد ظہر کی نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ نماز عصر کی آخری حد غروب آفتاب سے قبل ہے۔ اسی طرح نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر شفق (یعنی مغرب کی طرف سے آسمان کی سرخی اور سفیدی) کے غائب ہونے تک ہے، جس کے گزر جانے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو صبح صادق ہونے سے پہلے تک رہتا ہے۔ نماز پنجگانہ کے اوقات کی مقررہ حدود کی پابندی ہر مسلمان پر فرض کر دی گئی ہے۔

۴۔ اِستقبالِ قبلہ

چوتھی شرط نماز میں داخل ہونے سے پہلے اپنے آپ کو ’’قبلہ رخ‘‘

(۱) النساء، ۴: ۱۰۳

کھڑا کرنا ہے۔ حالت نماز میں کھڑے ہونے سے پہلے چہرے اور پورے جسم کا قبلہ رخ کر لینا ضروری ہے تاہم حالت سفر میں اگر سمت قبلہ کا تعین کرنا ممکن نہ ہو تو انسان کو مجبوری کی بنا پر اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے چنانچہ اس صورت میں کسی بھی سمت جس کی طرف اس کا گمان غالب ہو کہ اس سمت قبلہ ہوگا تو اس سمت کی طرف رخ کر کے کھڑا ہونے سے نماز ادا ہو جائے گی۔

۵۔ نیت

نماز کی پانچویں شرط ''نماز کی نیت'' ہے۔ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں۔ اس کو الفاظ میں بیان کرنا لازم نہیں کیونکہ نیت بہرحال دل کی کیفیت کا نام ہے۔ ہاں زبان سے کر لینا مستحب اور بہتر ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. (۱)

''اعمال کا دار و مدار تو بس نیتوں پر ہے۔''

نماز کے ان پانچ ظاہری شرائط کی پابندی کیے بغیر شرعی اعتبار سے نماز نہیں ہوتی۔

سوال نمبر۱۰۵: نماز میں نیت کے ظاہری و باطنی آداب کیا ہیں؟

جواب: نماز میں نیت کا ظاہری ادب یہ ہے کہ نمازی جہاں کہیں نماز ادا کرنا چاہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنے پورے جسم کو قبلہ رخ کر لے اور فرض یا نفل

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ، ۱: ۳، رقم: ۱

جس نماز کا ارادہ رکھے دل سے اس کی نیت کرے زبان سے نیت کے الفاظ کہنا بہتر ہے خواہ کسی زبان میں ہو تاکہ دل اور زبان دونوں میں موافقت ہو جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا دل زبان کے ساتھ اور زبان دل کے ساتھ برابر نہ ہو۔''(۱)

نیت کے بغیر نماز عام حرکات و سکنات کا مجموعہ تو ہو سکتی ہے لیکن اسے نماز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نیت اس قلبی کیفیت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ جو باطنی ادب، مشاہدہ جمال محبوب اور اس کی حضوری کی تڑپ و لگن سے عبارت ہے اور یہی طالب حق کی آخری منزل ہے۔ یہی اضطراب و بے قراری اس منزل کی طرف عاشق کو سرگرم سفر رکھتی ہے جو اس کا منتہائے مقصود ہے۔

سوال نمبر ۱۰۶: استقبالِ قبلہ کے ظاہری و باطنی آداب کیا ہیں؟

جواب: نماز میں داخل ہونے سے پہلے اپنے آپ کو قبلہ رخ کھڑا کر لینے کو استقبال قبلہ کہتے ہیں۔ حالت نماز میں کھڑا ہونے سے پہلے چہرے اور پورے جسم کو قبلہ رخ کر لینا ضروری ہے تاہم حالت سفر میں اگر سمت قبلہ کا تعین کرنا ممکن نہ ہو تو انسان کو مجبوری کی بناء پر اس پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے چنانچہ اس صورت میں کسی بھی سمت رخ کر کے کھڑا ہونے سے نماز ادا ہو جائے گی۔

(۱) منذری، الترغیب والترھیب، ۱: ۷۵، رقم: ۲۲۳

قرآن حکیم میں استقبال قبلہ کے باطنی ادب کا ذکر یوں کیا ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا.[۱]

''ان کے پہلو اُن کی خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف اور امید (کی مِلی جُلی کیفیت) سے پکارتے ہیں۔''

نماز کے باطنی ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ساری زندگی یادِ محبوب کے لیے وقف ہو جائے اور قلبی توجہ کا تمام تر میلان اس کی ذات کی طرف رہے۔ یہ کیفیت ہو تو پھر کوئی لمحہ محبوب کی یاد سے خالی نہیں گزرتا اور عشق و محبت کی محویت و استغراق کا وہ عالم نصیب ہوتا ہے کہ دل میں یادِ محبوب کے سوا اور کسی کی یاد نہیں رہتی۔

سوال نمبر ۱۰۷: فرض، واجب، سنت اور نفل نمازوں کی نیت کیسے کی جائے؟

جواب: نیت دل کے ارادہ کا نام ہے صرف دل سے نماز کی نیت کر لینا کافی ہے لیکن اگر زبان سے کہہ لے تو بھی درست اور باعثِ ثواب ہے۔

فرض نماز کی نیت

میں نیت کرتا / کرتی ہوں چار رکعت فرض نماز ظہر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ طرف کعبہ شریف (اگر امام کے پیچھے ہوں تو پھر کہا جائے پیچھے اس

(۱) السجدة، ۳۲: ۱۶

امام کے) اَللّٰہُ اَکْبَر۔

سنت نماز کی نیت

میں نیت کرتا / کرتی ہوں چار رکعت سنت نماز عصر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَر۔ یہ سنتیں غیر موکدہ ہیں۔

نفل نماز کی نیت

میں نیت کرتا/کرتی ہوں دو رکعت نفل نماز عشاء کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ طرف کعبہ شریف کے، اَللّٰہُ اَکْبَر۔

واجب نماز کی نیت

میں نیت کرتا/کرتی ہوں تین رکعت وتر نماز عشاء کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ طرف کعبہ شریف کے، اَللّٰہُ اَکْبَر۔

سوال نمبر ۱۰۸: تکبیر تحریمہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ سے مراد نماز کا آغاز کرتے وقت اللہ اکبر کہنا ہے۔ اس تکبیر کے کہنے سے نماز شروع ہو جاتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ، وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ، وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ.(۱)

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصلوۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی تحریم الصلاۃ وتحلیلها، ۱:۲۷۸، رقم: ۲۳۸

’’نماز کی کنجی وضو ہے، اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا ہے (یعنی اس کا آغاز اللہ اکبر کہنے سے ہے) اور اس کی تحلیل (اختتام) سلام پھیرنا ہے۔‘‘

سوال نمبر ۱۰۹: تکبیر تحریمہ کا ظاہری طریقہ اور باطنی ادب کیا ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کا ظاہری طریقہ درج ذیل حدیث مبارکہ سے ثابت ہے:

حضرت مالک بن حویرث سے مروی ہے کہ:

أَنَّهُ رَایٰ نَبِیَّ اللهِ ﷺ. وَقَالَ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَیْهِ.(۱)

’’انہوں نے (بوقت تکبیر تحریمہ) حضور نبی اکرم ﷺ کو کانوں کی لو تک ہاتھ بلند کرتے ہوئے دیکھا۔‘‘

۲۔ عورت ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے۔ عبداللہ بن زیتون بیان کرتے ہیں:

رأيت أم الدرداء رضي الله عنها ترفع كفيها حذو منكبيها حين تفتتح الصلاة.(۲)

’’میں نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کو نماز شروع کرتے وقت ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے ہوئے دیکھا۔‘‘

۳۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصلوۃ، باب استحباب رفع الیدین، ۱:۲۹۳، رقم: ۳۹۱

(۲) ابن ابی شیبۃ، المصنف، ۱:۲۱۶، رقم: ۲۴۷۰

إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْکَ حِذَاءَ أُذُنَيْکَ وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا. (۱)

’’جب تم نماز پڑھو تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے۔‘‘

باطنی ادب

تکبیر تحریمہ کا باطنی ادب یہ ہے کہ بندہ مادی چیزوں کی کشش و رعنائی سے اپنا دھیان ہٹا لے اور جھوٹی آرزوں، تمناؤں کے سراب سے باہر نکل کر اپنا قلبی تعلق، محبوب حقیقی کی ذات سے اس حد تک استوار کر لے کہ دنیا کی محبت اور لذت کی کوئی رمق بھی اس کے دل میں باقی نہ رہے، پس اس باطنی ادب کا حق اس وقت تک ادا نہ ہوگا جب تک قرآن حکیم کے اس ارشاد کے مطابق بندے کی طبیعت کا میلان ماسوا سے کٹ کر سراسر ذات باری تعالیٰ کی طرف نہ ہو جائے۔

وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًاo (۲)

’’اور آپ اپنے رب کے نام کا ذِکر کرتے رہیں اور (اپنے قلب و باطن میں) ہر ایک سے ٹوٹ کر اُسی کے ہو رہیں o‘‘

مندرجہ بالا آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس قدر کثرت و تواتر کے ساتھ کیا جائے کہ وہ وظیفہ حیات بن جائے اور اسے ورد

(۱) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲: ۱۰۳

(۲) المزمل، ۷۳: ۸

زبان کرنے سے تھکن، ماندگی اور بیزاری کے آثار ایک لمحہ کے لیے بھی طبیعت میں پیدا نہ ہوں بلکہ اس کی یاد بندے کے دل میں اس حد تک جاگزیں ہو جائے کہ پھر کبھی بھولے سے بھی غیر اللہ کا خیال اس کے دل میں نہ آ سکے۔

حکایت ہے کہ کسی نے حضرت شیخ ذو النون مصریؒ سے نماز کی امامت کے لیے کہا، انہوں نے بہت پس وپیش کیا لیکن لوگوں کے بڑھتے ہوئے اصرار کو دیکھ کر مصلی پر کھڑے ہوگئے ابھی تکبیر تحریمہ کے لیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا ہی تھا کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور کافی دیر تک اسی حالت میں پڑے رہے۔

گویا اس مردِ حق نے ابھی زبان سے اللہ کی کبریائی کا اقرار کیا ہی تھا کہ الوہی عظمت و جبروت کا نظارہ کر گیا، زبان سے اللہ کی عظمت و بزرگی کا اظہار کرنا تو آسان ہے لیکن لوح دل پر اس کی عظمت و کبریائی کا نقش کر لینا گویا جان سے گزر جانا ہے۔

پس تکبیر تحریمہ کے باطنی ادب میں ڈوب کر جب بندہ خود کو ربِ کائنات کے حضور پیش کرتا ہے تو اسے توکل و استغنا کی وہ دولت نصیب ہو جاتی ہے جس کی بدولت دنیا و مافیھا کی ہر چیز اس کی نظر میں ہیچ اور بے وقعت ہو جاتی ہے اور غیر اللہ پر اس کا اعتماد جاتا رہتا ہے اور نتیجتاً اس کے دل سے دنیا کا ہر خوف نکل جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۱۰: قیام کا ظاہری طریقہ اور باطنی ادب کیا ہے؟

جواب: قیام میں مرد ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر اس طرح رکھے

کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر کلائی پکڑے اور باقی تین انگلیاں کلائی پر رکھے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ.(۱)

''لوگوں سے کہا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی بائیں کلائی پر رکھے۔''

جبکہ عورت قیام میں سینہ کے اوپر داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے گی۔

باطنی ادب

قیام کا باطنی ادب مجاہدہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○(۲)

''اور اللہ کے حضور سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کیا کرو○''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا روئے سخن اپنے بندوں کی طرف ہے کہ

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب صفة الصلاة، باب وضع اليمنى على اليسرى، ۱: ۲۵۹، رقم: ۷۰۷

(۲) البقرة، ۲: ۲۳۸

میرے حضور سراپا عجز و نیاز اور پیکر ادب بن کر اس غلام کی طرح کھڑے ہو جاؤ جو اپنے آقا کے روبرو ادب و نیاز سے اپنی نگاہیں اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

پس قیام کا باطنی ادب بندے کو یہ سکھاتا ہے کہ غلامی اور اطاعت صرف ایک ہی ذات کی ہونی چاہیے جو علیم و خبیر اور غالب و کارساز ہے۔ غیر کی غلامی سے تن اور من کی دنیا اجڑ کر رہ جاتی ہے جب بندہ ایک عظیم و برتر شہنشاہ اور کائنات کے خالق و مالک کا تصور اپنے اوپر حاوی کر لیتا ہے تو اس کے دل میں وہ رقت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے کہ آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں، خود سپردگی کی کیفیت دل میں گھر کر لیتی ہے۔ دنیا کا ہر خوف دل سے نکل جاتا ہے اور دھیان میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے سوا اور کسی تصور کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

سوال نمبر ۱۱۱: قیام میں نظر کہاں ہونی چاہیے؟

جواب: قیام میں نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیے۔

سوال نمبر ۱۱۲: قراءت کا ظاہری و باطنی ادب کیا ہے؟

جواب: قراءت کے ظاہری ادب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ. (۱)

---

(۱) المزمل، ۷۳: ۲۰

’’پس جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھ لیا کرو۔‘‘

دورانِ نماز اللہ تعالیٰ نے اتنا قرآن حکیم پڑھنے کی رخصت دی ہے جتنا نمازی آسانی سے تلاوت کر سکے اور جس سے وہ طبیعت پر بوجھ اور اکتاہٹ محسوس نہ کرے۔ نماز میں قراءت کا ظاہری طریقہ یہ ہے کہ نمازی قیام کے فوراً بعد ثناء یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ پڑھے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

کَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ، وَتَبَارَکَ اسْمُکَ، وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُکَ. (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُکَ پڑھتے۔‘‘

اِس کے بعد تعوذ اور تسمیہ کے ساتھ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی سورت کی کم اَز کم تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت تلاوت کرے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصلوٰۃ، باب ما یقول عند افتتاح الصلاۃ، ۱: ۲۸۳، رقم: ۲۴۳

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِالْحَمْدِ وَسُوْرَةٍ فِي فَرِيْضَةٍ أَوْ غَيْرِهَا.[۱]

’’اس (واحد) شخص کی نماز نہیں ہوگی جس نے سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورہ نہ پڑھی خواہ وہ فرض نماز ہو یا اس کے علاوہ۔‘‘

نماز میں قراءت کا باطنی ادب دوامِ ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ذکرِ الٰہی بندے کے رگ و پے میں اس طرح سما جائے کہ بندہ اس کی گہرائیوں میں ڈوب کر اپنے اوپر ایسی کیفیت طاری کر لے جیسے وہ خدا سے ہمکلام ہو رہا ہے کیونکہ قرآن لفظاً و معناً سراسر کلامِ الٰہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے جبرائیلِ امین کے ذریعے اپنے محبوب ﷺ کے قلبِ انور پر نازل فرمایا۔ پس قراءت کا باطنی ادب محبوبِ حقیقی کے ذکرِ دوام کو دل میں جاگزیں کرنا اور اس تصور کو اتنا پختہ کرتے رہنا ہے کہ زندگی کا کوئی لمحہ بھی اس کی یاد سے خالی نہ ہو۔

سوال نمبر ۱۱۳: نماز میں کم اَز کم قراءت کی مقدار کیا ہونی چاہیے؟

جواب: نماز میں کم از کم ایک آیت پڑھنا فرض ہے اور سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں، نماز وتر، سنت اور نفل کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات پڑھنا بھی واجب ہے۔

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، أبواب الصلاۃ، باب ما جاء فی تحریم الصلاۃ و تحلیلھا، ۱: ۲۷۸، رقم: ۲۳۸

سوال نمبر۱۱۴: اگر تنہا نماز پڑھ رہے ہوں تو قراءت اونچی آواز میں کرنا جائز ہے؟

جواب: جہری نمازوں (فجر، مغرب، عشاء) میں منفرد کو اختیار ہے کہ قراءت بلند آواز میں کرے یا آہستہ البتہ سری نمازوں (ظہر، عصر) میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

سوال نمبر۱۱۵: رکوع میں کس قدر جھکنا چاہیے؟

جواب: رکوع کی حالت میں سر اور پیٹھ برابر اور ہموار رکھنا چاہیے۔ حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُصَلِّی فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوَّى ظَهْرَهُ حَتَّى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَاسْتَقَرَّ.(۱)

’’میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا جب آپ رکوع کرتے تو اپنی پشت ایسی سیدھی رکھتے کہ اگر اس پر پانی ڈالا جاتا تو وہیں رک جاتا۔‘‘

رکوع اس طرح کیا جائے کہ دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر مضبوط پکڑ لیں۔ اور کہنیاں پیٹ سے جدا رکھیں یہی طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

---

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب اقامة الصّلاة والسنة فيها، باب الركوع فی الصلاة، ۱: ۴۷۱۔ ۴۷۲، رقم: ۸۷۲

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: کیا میں تمہارے سامنے اس طرح نماز نہ پڑھوں جس طرح میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھتے دیکھا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں؟ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور جب رکوع کیا تو:

وَضَعَ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ مِنْ وَرَاءِ رُكْبَتَيْهِ وَجَافَى إِبْطَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ.(۱)

”انہوں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھا اور انگلیاں گھٹنوں کے نیچے کر دیں (یعنی گھٹنوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا) نیز بغلوں کو کھول دیا (پیٹ کے ساتھ ملائے نہیں رکھا) یہاں تک کہ ہر عضو اپنی جگہ پر جم گیا۔“

سوال نمبر ۱۱۶: اگر کوئی شخص بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے رکوع میں جھک نہ سکے تو رکوع کیسے کرے؟

جواب: اگر کوئی شخص بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے رکوع کرنے سے معذور ہو تو اس پر واجب ہے کہ نیت کرے اور قرأت کرنے کے لیے کھڑا ہو اور رکوع صرف اشارہ سے ادا کرے پھر سجدہ کرلے۔ یہ امر حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک بیماری میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) نسائی، السنن، كتاب التطبيق، باب مواضع أصابع اليدين فى الركوع، ۲: ۱۳۴، رقم: ۱۰۳۷

سے عرض کیا کہ وہ نماز کیسے پڑھے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ.(۱)

’’کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل۔‘‘

سوال نمبر ۱۱۷: قومہ کسے کہتے ہیں اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: رکوع سے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے ہوئے بغیر ہاتھ باندھے سیدھا کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں، قومہ میں ایک بار رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ پڑھا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رکوع سے اٹھتے وقت حضور نبی اکرم ﷺ کا عمل مبارک یوں ہوتا:

يَقُوْلُ: ’’سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ‘‘ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ.
ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: ’’رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ‘‘.(۲)

’’جب آپ ﷺ رکوع سے اپنی پیٹھ مبارک اٹھاتے تو سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے، پھر کھڑے ہو کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتے۔‘‘

www.MinhajBooks.com

---

(۱) بخاری، الصحيح، كتاب تقصير الصلاة، باب اذ لم يطق قاعدا صلى على جنب، ۱: ۳۷۶، رقم: ۱۰۶۶

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الصلوة، باب إثبات التكبير فى كل خفض ورفع فى الصلاة، ۱: ۲۹۳، ۲۹۴، رقم: ۳۹۲

حدیث مبارکہ کی روشنی میں ''قومہ'' کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب نمازی رکوع سے اٹھے تو اپنے جسم کو سیدھا کرنے کے لیے جسم کے اوپر والے حصے کو حرکت دے جس جگہ پر جا کر وہ حرکت ختم ہو اور نمازی کا جسم بالکل سیدھا ہو جائے تو بس قومہ ادا ہو گیا۔ اگر کسی شخص نے اپنی کمر سیدھی ہی نہ کی اور اس کی ابھی یہ حرکت ختم نہ ہوئی تھی کہ فوراً سجدے میں چلا گیا تو اس صورت میں قومہ ادا نہیں ہوا۔ جب قومہ ادا نہیں ہوا تو نماز ناقص رہی، لہٰذا نماز میں سکون ضروری ہے۔

سوال نمبر ۱۱۸: سجدہ کے ادا کرنے کا طریقہ اور باطنی ادب کیا ہے؟

جواب: سجدے کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی اَللهُ اَکْبَر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر سجدے میں جائے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھے، پھر ہاتھ کو، پھر ناک اور پیشانی کو، منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہوں دونوں پاؤں انگلیوں کے بل پر کھڑے ہوں اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں۔ پیٹ زانوؤں سے الگ اور بازو بغل سے جدا ہوں۔ ران پنڈلی سے اور کہنیاں زمین سے علیحدہ رہیں۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. (۱)

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی وضع الرّكبتين قبل اليدين في السجود، ۱: ۳۰۶، رقم: ۲۶۸

’’میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سجدہ فرماتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھتے اور اٹھتے وقت پہلے ہاتھ اٹھاتے۔‘‘

حضرت عبد اللہ بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ کَانَ، إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ جس وقت نماز پڑھتے تو (سجدے میں) اپنے ہاتھوں کو اس قدر کشادہ رکھتے کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوجاتی۔‘‘

سجدے میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھتے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَإِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلَاثًا، وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ.(۲)

’’جب کوئی سجدہ کرے تو چاہیے کہ تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاک ہے میرا خدائے برتر) کہے اور یہ سب سے کم مقدار ہے۔‘‘

www.MinhajBooks.com

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة وما يفتتح به ويختم به، ۱: ۳۵۶، رقم: ۴۹۵

(۲) ابوداود، السنن، كتاب الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، ۱: ۳۳۷، رقم: ۱۸۸۶

ایک رکعت میں دو سجدے کرے۔ اور سجدہ سات ہڈیوں پر ادا کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: اَلْجَبْهَةِ (وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ) وَالْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ. وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعَرَ. (۱)

”مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کا حکم دیا گیا ہے: پیشانی پر (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کے اوپر اشارہ کیا) اور دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کی انگلیوں پر، اور یہ حکم دیا گیا ہے کہ (دورانِ نماز) نہ بالوں کو سنواروں اور نہ کپڑوں کو موڑوں۔“

جبکہ عورت کے لیے سجدہ کرنے کا حکم یہ ہے کہ وہ حالتِ سجدہ میں بازؤوں کو بغل سے، پیٹ کو رانوں سے، رانوں کو پنڈلی سے اور کہنیوں کو زمین سے ملا کر رکھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَتْ فَخِذَهَا عَلَى فَخِذِهَا الْأُخْرَى وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا فِي فَخِذَيْهَا، كَأَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا. وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَقُوْلُ يَا مَلَائِكَتِي

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب أعضاء السجود والنهی عن کف الشعر والثوب و عضص الرأس فی الصلاۃ، ۱:۳۵۴، رقم: ۴۹۰

أَشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهَا.(۱)

’’جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران دوسری ران پر رکھ لے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ چمٹائے جیسے بھی اس کے لیے سب سے زیادہ ستر کی صورت ممکن ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم کرتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔‘‘

یزید بن حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو کیونکہ اس میں عورت کا حکم مرد کی طرح نہیں ہے۔‘‘(۲)

’’المغنی‘‘ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

’’جب عورت نماز پڑھے تو سرین (کولھوں) کے بل بیٹھے اور اپنی دونوں رانوں کو ملائے رکھے۔‘‘

سجدہ کا باطنی ادب یہ ہے کہ بندہ اپنے جسم کے ساتوں اعضاء زمین پر بچھا کر اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رخ پھیلا کر اپنی ناک اور پیشانی زمین پر ٹیک دے اور اس حالت میں اپنے آپ کو اس کی مخلوق میں

(۱) بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۲۲۲، رقم: ۳۰۱۴

(۲) بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۲۲۳، رقم: ۳۰۱۵

سب سے ادنیٰ اور ہیچ تصور کرے۔ وہ زمین پر گرا ہوا تذلل اور شکستگی کی انتہائی حالت میں اپنے جھوٹے وقار، عظمت اور برتری کی نفی کرکے بارگاہِ خداوندی میں تائب ہوکر یہ اقرار کرے کہ اے اللہ تو ہر ایک سے بلند و برتر ہے اور تیری مخلوق میں مجھ جیسا رُو سیاہ اور گنہگار کوئی نہیں، میرا دامن سیاہیوں اور لغزشوں سے داغ دار ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر وہ ذات باری تعالیٰ کو ہر نقص، عیب اور خامی سے پاک و منزہ سمجھتے ہوئے اس سے براہِ راست تعلق جوڑ لیتا ہے، جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ○(۱)

’’(اے حبیب مکرم!) آپ سربسجود رہیے اور ہم سے مزید قریب ہوتے جایئے ○‘‘(۲)

عام طور پر انسان اپنے چہرے، ناک، پیشانی اور سر کو اپنی عزت، شان و شوکت اور بزرگی کی علامت تصور کرتا ہے۔ سر بلند ہونا انسان کی عزت و شوکت کا آئینہ دار سمجھا جاتا ہے لیکن نمازی کا اپنے رب کے حضور سر کو جھکانا اس کی عاجزی، فروتنی، خاکساری، نفی ذات کی وہ انتہائی حالت ہے جس سے بڑھ کر بارگاہِ خداوندی میں اور کسی حالت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ پس سجدہ کے ذریعہ حاصل ہونے والی معرفتِ نفس اسے معرفتِ حق اور قرب و وصال ایزدی کی منزل تک پہنچا دیتی ہے یہی سجدہ کا انتہائے مقصود اور باطنی ادب ہے۔

(۱) العلق، ۹۶: ۱۹

(۲) نوٹ: اس آیت کو پڑھ کر سجدۂ تلاوت ادا کریں۔

سوال نمبر ۱۱۹: کیا سجدہ نرم چیز پر کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر پیشانی جائے سجدہ پر جم گئی ہے یعنی اتنی دب کر جم گئی ہے کہ اب دبانے سے مزید نہیں دبتی تو جائز ہے، سجدہ ہوگیا ہے، کوئی حرج نہیں اور اگر ایسے نہیں ہوا تو سجدہ جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۲۰: اگر نماز میں ایک سجدہ رہ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں سجدہ کرنا فرض ہے ہر رکعت میں دو سجدے ہوتے ہیں اور اگر ایک بھی سجدہ رہ جائے تو نماز نہیں ہو گی اور سجدہ سہو سے بھی یہ کمی پوری نہیں کی جا سکتی بلکہ پھر سے پوری نماز پڑھنا فرض ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۲۱: سجدہ سہو کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو چیزیں نماز میں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے یا فرض میں تاخیر ہو جائے تو اس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ’’تم میں سے جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو شیطان آ کر (ارکانِ نماز) اس پر خلط ملط اور مشتبہ کر دیتا ہے حتی کہ اسے یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھیں جب تم میں سے کسی شخص کو یہ امر پیش آئے تو وہ بیٹھ کر دو سجدہ سہو کرے۔‘‘(۱)

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب السهو فی الصلاۃ والسجود، ۱: ۳۹۸، رقم: ۵۶۹

سوال نمبر۱۲۲: سجدہ سہو کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی آخری رکعت میں تشہد، کے بعد دائیں طرف ایک سلام پھیرے اور پھر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر تشہد، درود اور دعا پڑھے اور پھر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

سوال نمبر۱۲۳: اگر نماز میں بھول کر کئی واجبات چھوٹ گئے تو کیا ایک ہی مرتبہ سجدہ سہو کریں گے یا دو بار؟

جواب: اگر ایک نماز میں چند واجب ترک ہو جائیں تو ایک ہی دفعہ سجدہ سہو نماز کی ادائیگی کے لیے کافی ہوگا۔

سوال نمبر۱۲۴: سجدہ تلاوت کسے کہتے ہیں اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: قرآن حکیم میں چودہ آیات ایسی ہیں جن کی تلاوت کرنے یا کسی سے سننے کے فوراً بعد سجدہ واجب ہو جاتا ہے اسے سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔ جیسا کہ حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ السُّورَةَ الَّتِي فِيهَا السَّجْدَةُ، فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ، حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ. (۱)

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ابواب سجود القرآن، باب من لم یجد موضعًا للسجود من الزّحام، ۱: ۳۶۶، رقم: ۱۰۲۹

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب المساجد، باب سجود التلاوة، ۱: ۴۰۵، رقم: ۵۷۵

”حضور نبی اکرم ﷺ جب سجدہ تلاوت والی سورت کی تلاوت فرماتے تو سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے حتی کے ہم میں سے بعض کو اپنی پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہیں ملتی تھی۔“

نماز سے باہر سجدہ تلاوت کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سجدہ تلاوت کی دل سے نیت کرے بعد ازاں ہاتھ اُٹھائے بغیر اَللهُ اَکْبَر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر اَللهُ اَکْبَر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ اگر بیٹھنے کی حالت میں سجدۂ تلاوت کیا تب بھی ادا ہو جائے گا۔ سجدہ تلاوت سننے یا تلاوت کرنے کے بعد فوری ادا کرنا بہتر ہے لیکن تاخیر ہونے کی صورت میں بعد ازاں بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱۲۵: سجدہ تلاوت میں کون سی دعا پڑھنا مسنون ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل دعا پڑھنا مسنون ہے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ سَجَدْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ وَلَکَ أَسْلَمْتُ، أَنْتَ رَبِّي، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِیْ شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَکَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.(۱)

”اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا، میں تجھ پر ایمان لایا، میں

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فیها، باب سجود القرآن، ۱: ۵۶۰، رقم: ۱۰۵۴

نے تیرے لیے فرمانبرداری کی، تو میرا رب ہے، میرے چہرے نے
اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو سماعت اور بصارت کا حسن بخشا،
اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر پیدا فرمانے والا ہے۔‘‘

سوال نمبر ۱۲۶: اگر آیتِ سجدہ کا صرف ترجمہ پڑھا جائے تو کیا پھر بھی سجدہ تلاوت کرنا واجب ہوگا؟

جواب: جی ہاں! آیت کی بجائے آیت کا ترجمہ پڑھنے اور سننے والے پر بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے مگر یہ سجدہ بتائے جانے پر واجب ہوگا۔

سوال نمبر ۱۲۷: جتنی مرتبہ آیت سجدہ پڑھی جائے کیا اتنی ہی مرتبہ سجدہ تلاوت کرنا ضروری ہے؟

جواب: ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔ اگر ایک مجلس میں کئی آدمی آیتِ سجدہ تلاوت کریں تو ہر ایک کی تلاوت پر سجدہ واجب ہوگا۔[۱]

سوال نمبر ۱۲۸: جلسہ کسے کہتے ہیں اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ اس کے ادا کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلا سجدہ ادا کرنے کے بعد کمر سیدھی کر کے اطمینان سے بیٹھ جائے اور پھر دوسرے سجدے میں جائے (اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر میں

---

(۱) نووی، شرح صحیح مسلم، ۲: ۱۵۴

تین تسبیحات سبحان اللہ کی کہہ لے)۔ پھر دوسرا سجدہ کرے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى. (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ جب سجدہ کرتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ فرماتے یہاں تک کہ پوری طرح بیٹھ نہ جاتے اور آپ ﷺ (جلسہ کی حالت میں) اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے اور بایاں پاؤں بچھا دیتے تھے۔''

جبکہ عورت کو چاہیے کہ وہ بائیں سرین (کولہے) پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں دائیں جانب نکالے۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِعَطَاءٍ: تَجْلِسُ الْمَرْأَةُ فِي مَثْنًا عَلَى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. (۲)

''میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ کیا عورت اپنے بائیں حصہ (سرین) پر گھٹنوں کو موڑ کر بیٹھے گی؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔''

علاوہ ازیں دو سجدوں کے درمیان مختلف دعائیں بھی منقول ہیں۔

---

(۱) ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱: ۲۵۴

(۲) ابن ابی شیبہ، المصنف، باب فی المرأۃ کیف تجلس فی الصلاۃ، ۱: ۲۴۲، رقم: ۲۷۹۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي.(۱)

’’اے اللہ! میری بخشش فرما، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت عطا فرما، مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔‘‘

سوال نمبر۱۲۹: قعدہ اخیرہ کا ظاہری طریقہ اور باطنی ادب کیا ہے؟

جواب: دو رکعت والی نماز ہو یا تین یا چار رکعت والی نماز قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد دورِد ابراہیمی پڑھیں اور اس کے بعد دعا ماثور پڑھ کر سلام پھیر لیں۔ قعدہ اخیرہ میں عورت کے بیٹھنے کا طریقہ جلسہ کی طرح ہوگا جو کہ گزشتہ سوال میں بیان کیا گیا ہے۔

تکبیر تحریمہ سے لے کر سجدہ کی ادائیگی تک کے سارے عمل میں انسان نماز کے ذریعے اپنا روحانی سفر طے کرتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں، نعمتوں کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں لیکن جب نمازی قعدہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھ کر تشہد کی حالت میں کہتا ہے:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ،

(۱) ابوداؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء بین السجدتین، ۱: ۳۲۲، ۸۵۰

أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰـهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.(۱)

نمازی صدق دل سے سب کچھ اللہ کے سپرد کر دیتا ہے تو پھر قعدہ اخیر میں اسے یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ اے بندے! تجھے جو کچھ عطا ہوا اسی بابرکت ہستی محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل عطا کیا گیا۔ پس قعدہ اخیرہ کا باطنی ادب یہ ہوا کہ نمازی کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ بارگاہِ خداوندی سے جو کچھ نصیب ہوتا ہے وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي.(۲)

’’(اللہ کی عطاؤں اور نعمتوں کو) میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔‘‘

سوال نمبر ۱۳۰: تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ- کی لَا پر انگلی اٹھائے اور لفظ اِلَّا پر رکھ دے۔ لَا اِلٰہ پڑھتے وقت انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی

www.MinhajBooks.com

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب العمل فی الصلاۃ، باب من سمی قوما أو سلّم فی الصلاۃ علی غیرہ مواجھۃ، وھو لا یعلم، ۱: ۴۰۳، رقم: ۱۱۴۴

(۲) بخاری، الصحیح، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، ۱: ۳۹، رقم: ۷۱

اور اس کے پاس کی انگلی کو بند کر کے لفظ لَا پر شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے اور لفظ اِلَّا اللہ پڑھتے وقت شہادت کی انگلی کو نیچے رکھ دے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا:

قَدْ حَلَّقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَرَفَعَ الَّتِي تَلِيهِمَا يَدْعُو بِهَا فِي التَّشَهُّدِ. (۱)

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنایا اور اس انگلی کو اٹھایا جو ان دونوں سے ملی ہوئی تھی (یعنی انگشتِ شہادت سے) اشارہ کرتے تھے۔''

تشہد میں اللہ کی وحدانیت کا زبانی اقرار ہے اور انگشتِ شہادت سے اشارہ اس کا عملی اقرار ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ. (۲)

''یہ (انگشتِ شہادت سے اشارہ) شیطان پر تیز تلوار سے زیادہ سخت ہے۔''

(۱) مصباح الزجاجة، ۱:۱۱۳

(۲) هيثمي، مجمع الزوائد، ۲:۱۴۰

سوال نمبر ۱۳۱: چار رکعات نماز سنتِ مؤکدہ و غیر مؤکدہ میں دو رکعات کے بعد قعدہ اولیٰ میں کب تک بیٹھنا چاہیے؟

جواب: چار سنتِ مؤکدہ میں دو رکعت کے بعد قعدہ اولیٰ میں تشہد تک پڑھنے کے بعد تکبیر کہہ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور تسمیہ (بسم اللہ الرحمان الرحیم)، سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر حسبِ سابق نماز کو مکمل کرے جبکہ چار رکعت سنتِ غیر مؤکدہ اور تمام نوافل کی صورت میں قعدہ اولیٰ میں مکمل التحیات مع درود شریف اور مکمل دعا پڑھ کر سلام پھیرے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو اور اس میں پہلی رکعت کی طرح ثنا، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ پڑھے پھر اس طرح حسبِ سابق نماز کو مکمل کر کے سلام پھیرے۔

سوال نمبر ۱۳۲: خروج عن الصلوۃ کا ظاہری طریقہ اور باطنی ادب کیا ہے؟

جواب: خروج عن الصلوۃ سے مراد نمازی کا کسی عمل کے ذریعے باہر آنا اور نماز ختم کرنا ہے۔ اس کا ظاہری طریقہ یہ ہے کہ نمازی پہلے دائیں جانب منہ پھیر کر کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، پھر بائیں جانب منہ پھیر کر کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ دونوں طرف سلام پھیرتے ہی نماز کا اِختتام ہو جاتا ہے۔ اس کا باطنی ادب یہ ہے کہ نمازی جب نماز سے فارغ ہو کر مسجد کی چار دیواری سے باہر دنیاوی زندگی کی طرف نکلتا ہے تو نماز کا باطنی ادب اس کو یہ احساس دلاتا رہتا ہے کہ اے بندے! ابھی تو اللہ کے گھر بیٹھ کر

پوری امت کے لیے رحمت مانگ کر آیا ہے۔ اگر اس کے بعد بھی تو کلمہ گو مسلمان بھائی کو اپنے عمل سے تکلیف، دھوکا یا فریب دے گا تو تیری وہ نماز تیرے منہ پر مار دی جائے گی کہ جس کا اختتام تو نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کے ذریعے سلامتی کی دعاؤں پر کیا تھا۔ اس طرح تو زبان سے دعا اور عمل سے تکلیف دے رہا ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا گویا نماز نمازی کی پوری زندگی کے جملہ امور کو اپنے دائرہ کار میں لا کر اسے اپنے احوال بہتری میں بدل دینے کا ادب سکھاتی ہے۔

سوال نمبر ۱۳۲: نماز میں سلام پھیرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نماز میں سلام پھیرنے کا طریقہ حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہے۔ حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے دیکھتے تھے، یہاں تک کہ (رُخِ انور موڑنے کی وجہ سے) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتے۔'' (۱)

ایک اور حدیث میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں اور بائیں یوں سلام پھیرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ. کہتے کہ حضور نبی

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب السلام للتحلیل من الصلاة عند فراغها، ۱: ۴۰۹، رقم: ۵۸۲

اکرم ﷺ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آنے لگتی۔[1]

سوال نمبر۱۳۴: فرضوں کے بعد پڑھی جانے والی مسنون دعا کون سی ہے؟

جواب: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے، پھر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ. تَبَارَکْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالإِکْرَامِ.[2]

’’اے اللہ! تو سلام ہے اور سلامتی تجھ سے ہے۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور عزت و جلال والا ہے۔‘‘

سوال نمبر۱۳۵: نماز کے بعد کون سے اذکار کرنے چاہئیں؟

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز کے بعد مختلف مواقع پر مختلف اذکار کو اپنا معمول بنایا۔ درج ذیل اذکار میں سے حسبِ موقع جس کا جو دل چاہے پڑھ سکتا ہے:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب التسليم، ۱: ۲۹۵، رقم: ۹۱۶

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب الذکر بعد الصلاة وبيان صفته، ۱: ۴۱۴، رقم: ۵۹۱

ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمہ پڑھتے تھے:

لَا إِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ. لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ. وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ. وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ. (۱)

’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ستائش ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ تو جو چیز دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو تو روک لے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے مقابلے میں سود مند نہیں۔‘‘

حضرت عمرو بن میمون الاودی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادوں کو ان کلمات کی ایسے تعلیم دیتے جیسے استاد بچوں کو لکھنا سکھاتا ہے اور فرماتے: بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے پناہ طلب کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِکَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوْذُ بِکَ مِنْ

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب المساجد ومواضع الصّلاة، باب استحباب الذكر بعدالصلاة و بيان صفته، ۱: ۴۱۴، ۴۱۵، رقم: ۵۹۳

عَذَابِ الْقَبْرِ. (۱)

’’اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں ذلت (بڑھاپے) کی زندگی کی طرف لوٹائے جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔‘‘

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس مسلمان میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا: جو شخص سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اور ۳۴ مرتبہ اَللهُ اَكْبَر کہے اور ہر نماز کے بعد یہ تینوں کلمات دس دس مرتبہ کہے۔‘‘(۲)

اسے تسبیحِ فاطمہ بھی کہتے ہیں کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہی پڑھنے کی تلقین فرمائی تھی۔ جن نمازوں کے بعد سنت ادا کی جاتی ہے مثلاً ظہر، مغرب، عشاء ان میں ان کلمات کو سنت سے فراغت کے بعد پڑھے، البتہ جن نمازوں کے بعد سنت نہیں جیسے فجر اور عصر ان میں فرض سے فراغت پاتے ہی پڑھے۔

www.MinhajBooks.com

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن، ۳: ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، رقم: ۲۶۶۷

(۲) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصلاة، باب ما جاء في التسبيح في أدبار الصلاة، ۱: ۴۳۵، رقم: ۴۱۰

سوال نمبر ۱۳۶: کیا نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ افضل بھی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے باب الذکر بعد الصلاۃ (نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان) قائم کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور مسنون بھی ہے۔ جہاں تک ذکر بالجہر (مُتَوَسَّط یعنی درمیانی آواز سے ذکر کرنے) کا سوال ہے تو اس کا جواب بھی امام بخاری اور امام مسلم نے اِسی باب کے ذیل میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث نقل کرکے دے دیا ہے کہ ''حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں فرض نماز کے بعد بآواز بلند ذکر معروف تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (بچپن میں اپنے گھر میں) جب میں اِس ذکر کی آواز سنتا تو جان لیتا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں۔''(۱)

اِسی طرح ابو زبیر بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِيْنَ يُسَلِّمُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب صفة الصلاة، باب الذکر بعد الصلاة، ۱: ۲۸۸، رقم: ۸۰۵

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب المساجد، باب الذکر بعد الصلاة، ۱: ۴۱۰، رقم: ۵۸۳

إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.

وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ.(۱)

''حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز میں سلام پھیرنے کے بعد کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غالب آنے والا اور قوت رکھنے والا نہیں اور ہم سوائے اس کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اس کے لئے تمام نعمتیں ہیں اور اسی کے لیے فضل اور تمام اچھی تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا دین خالص ہے اگرچہ کافروں کو یہ ناگوار گزرے۔''

امام شافعی ''المسند (۱: ۴۴، ۴۵)'' میں اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته، ۱: ۴۱۵، رقم: ۵۹۴

۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الوتر، باب ما يقول الرجل إذا سلم، ۲: ۸۲، رقم: ۱۵۰۶، ۱۵۰۷

۳۔ نسائي، السنن، كتاب السهو، باب عدد التهليل والذكر بعد التسليم، ۳: ۷۰، رقم: ۱۳۴۰

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى کُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ.

’’حضور نبی اکرم ﷺ جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے پڑھتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غالب آنے والا اور قوت رکھنے والا نہیں اور ہم سوائے اس کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اس کے لئے تمام نعمتیں ہیں اور اسی کے لیے فضل اور تمام اچھی تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا دین خالص ہے اگرچہ کافروں کو یہ ناگوار گزرے۔‘‘

اس حدیث مبارکہ کے تحت ذکر بالجہر کے جواز میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:

’’فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر کرنا جائز ہے۔‘‘(۱)

علاوہ ازیں اِجتماعی طور پر ذکر بالجہر کرنا بھی حدیث مبارکہ سے ثابت

(۱) طحطاوی، مراقی الفلاح: ۱۷۴

ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جیسا خیال رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر (ذکر خفی) کرے تو میں بھی تنہا اس کا ذکر (ذکر خفی) کرتا ہوں، اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر (ذکر جلی) کرے تو میں اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر (ذکر جلی) کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک آئے تو میں ایک بازو کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک بازو کے برابر میرے نزدیک آئے تو میں دو بازوؤں کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔“(۱)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ذکر بالجہر کرنا ثابت ہے۔ لیکن یہ اَمر ذہن نشین رہے کہ ذکر بالجہر کی دو اقسام ہیں:

۱۔ ذکرِ مُتَوَسَّط ۲۔ ذکرِ مُفرَط

ذکر متوسط یعنی درمیانی درجہ کی آواز جو دوسروں کے لیے باعثِ خلل نہ ہو یعنی ساتھ کوئی نماز پڑھ رہا ہو اس کی نماز میں خلل واقع نہ ہو اور مفرط

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی: کل شیء هالك إلا وجهه، ۶: ۲۶۹۴، رقم: ۶۹۷۰

سے مراد بہت ہی بلند آواز سے ذکر کرنا جو کہ سونے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے لیے باعثِ تکلیف ہو۔

لہٰذا بہتر یہی ہے کہ نماز کے بعد ذکر بالجہر متوسط کرنا چاہیے اور اسی پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے۔ اِس لیے ذکر بالجہر متوسط جائز اور مستحب ہے تاکہ حدیث شریف پر بھی عمل ہو اور دوسروں کے لیے باعثِ زحمت بھی نہ ہو۔

سوال نمبر ۱۳۷: نمازِ وتر کی کتنی رکعات ہوتی ہیں اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: وتر کی تین رکعات ہوتی ہیں۔ وتر کے معنی طاق کے ہیں اور تین رکعات طاق عدد کو ظاہر کرتی ہیں جس کی بنا پر نمازِ وتر کو وتر کہتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وِتْرُ اللَّيْلِ ثَلَاثٌ، كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ.(۱)

’’دن کے وتروں یعنی نمازِ مغرب کی طرح رات کے وتروں کی بھی تین رکعات ہیں۔‘‘

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں متفق علیہ حدیث ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ وتر کی تین رکعات ہیں۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمان روایت کرتے ہیں:

---

(۱) دار قطنی، السنن، ۲: ۲۷

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش
www.MinhajBooks.com

أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رضی الله عنها: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا.(۱)

’’انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے تو ان کو ادا کرنے کی خوبصورتی اور لمبائی کے متعلق کچھ نہ پوچھو۔ پھر چار رکعتیں پڑھتے تو ان کو ادا کرنے کی خوبصورتی اور لمبائی کے متعلق کچھ نہ پوچھو۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔‘‘

اِس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نہیں فرمایا کہ پہلے چار رکعت پڑھتے، اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے اور پھر اس کے بعد دو پڑھتے اور پھر ایک (وتر) پڑھتے۔ یہ بلافصل تین رکعت وتر کی سب سے قوی دلیل ہے۔

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب صلاة التراویح، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، ۱: ۳۸۵، رقم: ۱۰۹۶
۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ، ۱: ۵۰۹، رقم: ۷۳۸

نام وَر تابعی اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ رَكْعَةً تُوتِرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ.

''رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔ جب تم فارغ ہونا چاہو تو ایک رکعت اور پڑھ لو۔ یہ تمہاری پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔''

اِس کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ اپنا قول یوں بیان کرتے ہیں:

وَرَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ.[(۱)]

''جب سے میں نے ہوش سنبھالا تو ہم نے لوگوں کو تین وتر پڑھتے ہوئے ہی دیکھا ہے۔''

طریقہ

نمازِ عشاء کے فرض، سنتیں اور نوافل ادا کرنے کے بعد تین رکعت وتر واجب ادا کریں۔ نماز وتر کی نیت بھی عام نمازوں کی طرح ہے۔ وتر پڑھنے کا طریقہ تھوڑے سے فرق کے ساتھ وہی ہے جو نماز مغرب کا ہے۔ یعنی دو رکعت

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الوتر، باب ما جاء فی الوتر، ۱: ۳۳۷، رقم: ۹۴۸

پر تشہد کے لیے بیٹھیں، اس کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جائیں، اور اس میں سورہ فاتحہ پڑھیں اور سورۃ ملانے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لَو تک اٹھا کر پھر باندھ لیں اور عورت اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا کر سینے پر رکھے، اس کے بعد دعائے قنوت پڑھیں جو ان کلمات پر مشتمل ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ، وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ، وَنُثْنِی عَلَیْکَ الْخَیْرَ، وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَفْجُرُکَ. اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّی وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ، وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ. (۱)

’’اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں، تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، ہم تیری اچھی تعریف کرتے ہیں، تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے، اور جو تیری نافرمانی کرے اُس سے مکمل طور پر علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے، تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں، تیری ہی طرف دوڑتے اور حاضری دیتے ہیں، ہم تیری رحمت کے امید وار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔‘‘

(۱) ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۹۵، رقم: ۶۸۹۳

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

سوال نمبر ۱۳۸: اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے؟

جواب: اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دعا کو یاد کرے اور جب تک دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اس کی جگہ یہ پڑھ لے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (۱)

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ ○"

اور اگر یہ دعا بھی نہ یاد ہو تو تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا پڑھ لے۔

سوال نمبر ۱۳۹: سُترہ کسے کہتے ہیں، یہ کس چیز کا ہونا چاہیے؟

جواب: ایسی شے جو نمازی اپنے آگے رکھ کر نماز ادا کرے تا کہ دورانِ نماز اس کے آگے سے گزرنے والا گناہگار نہ ہو اسے سترہ کہتے ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص جب نماز پڑھے تو اپنے سامنے پالان کی پچھلی

(۱) البقرة، ۲: ۲۰۱

لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لے پھر اس کے آگے سے گزرنے والے کی پرواہ نہ کرے۔‘‘(۱)

ایک اور حدیث پاک میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب عید کی نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے جاتے تو نیزہ گاڑھنے کا حکم دیتے۔ آپ ﷺ کے سامنے نیزہ گاڑھ دیا جاتا، پھر لوگوں کو جماعت کراتے۔ آپ ﷺ سفر میں بھی اسی کا اہتمام فرماتے تھے، اس بناء پر حکام بھی نیزہ رکھتے ہیں۔(۲)

سترہ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا کسی بھی چیز کا ہو اور کم از کم ایک ہاتھ اونچا ایک انگلی کے برابر موٹا ہونا چاہیے۔ اگر بہت زیادہ اونچا ہو تب بھی حرج نہیں۔

سوال نمبر ۱۴۰: مرد اور عورت کی نماز میں فرق کیوں ہے؟

جواب: مرد اور عورت کی جسمانی ساخت میں جو فرق پایا جاتا ہے، شریعت کی رُو سے شرعی اَحکام و مسائل میں بھی ان کا پاس و لحاظ رکھا گیا ہے۔ طہارت کے مسائل ہوں یا حج کے، روزہ کے مسائل ہوں یا زکوٰۃ کے، عورت کے عورت ہونے کا کسی نہ کسی حکم سے اِظہار ہو جاتا ہے جس طرح نمازِ جمعہ و عیدین مردوں پر فرض ہے عورتوں پر نہیں۔

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الصلوۃ، باب سترۃ المصلی، ۱: ۳۵۸، رقم: ۴۹۹

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصلوٰۃ، باب سترۃ المصلیٰ، ۱: ۳۵۹، رقم: ۵۰۱

اِسی طرح نماز جیسی افضل عبادت میں بھی بعض مخصوص مواقع پر عورت کا طریقہ نماز مرد سے مختلف رکھا گیا تا کہ عورت کے پردہ کا لحاظ رکھا جائے۔ اس کے اعضائے نسوانی کا اعلان و اظہار نہ ہو مثلاً عورت نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کندھے تک اٹھاتی ہے جبکہ مرد کانوں کی لو تک، مردوں کو سجدہ میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنے کا حکم ہے۔ جبکہ عورت کو سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے چپکائے اس پر ہم تفصیلی دلائل کے ساتھ بحث گزشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔ مرد اور عورت کی نماز میں یہ بنیادی فرق (پردہ) کے اعتبار سے ہے۔

سوال نمبر ۱۴۱: نماز جمعہ کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نماز جمعہ کی فرض، سنن اور نوافل سمیت چودہ رکعات ہوتی ہیں اس کے ادا کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے:

خطبہ سے پہلے چار رکعت سنت پڑھیں، پھر خطبہ کے بعد دو فرض جماعت کے ساتھ، پھر چار سنت، پھر دو سنت اور پھر دو نفل ادا کریں۔

سوال نمبر ۱۴۲: نمازِ تراویح کسے کہتے ہیں اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: تراویح، ترویحہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے ایک دفعہ آرام کرنا جبکہ تراویح کے معنی ہے، متعدد بار آرام کرنا۔ تراویح وہ نماز ہے جو رمضان المبارک میں عشاء کے بعد باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر

عسقلانی فرماتے ہیں۔ ''رمضان کی راتوں میں نماز باجماعت کا نام تراویح ہے'' نمازِ تراویح کی تعداد چونکہ بیس ہے اس لیے ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر ٹھہر کر اور ستا کر نماز کا شروع کرنا مستحب ہے کیونکہ صحابہ کرام ایسا کیا کرتے تھے، اور اسی وجہ سے اس نماز کا نام تراویح رکھا گیا ہے۔

قیامِ رمضان کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے ایمان کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے ہوئے رمضان کا قیام کیا اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔''(۱)

نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے ہوتا ہے اور رات کے آخری حصے میں پڑھنا افضل ہے۔

سوال نمبر ۱۴۳: نمازِ تراویح کی کل کتنی رکعات ہیں؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تراویح کی کل آٹھ رکعات ہیں، جب کہ صحیح قول کے مطابق تراویح کی کل بیس (۲۰) رکعات ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، ۱: ۵۲۳، رقم: ۷۵۹

رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں (نفل) نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے اگلی رات نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہوگئے، پھر تیسری یا چوتھی رات بھی اکٹھے ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ ان کی طرف تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: میں نے دیکھا جو تم نے کیا اور مجھے تمہارے پاس (نماز پڑھانے کے لئے) آنے سے صرف اس اندیشہ نے روکا کہ یہ تم پر فرض کر دی جائے گی۔ یہ واقعہ رمضان المبارک کا ہے۔(۱)

امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے حضرت عائشہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: حضور نبی اکرم ﷺ انہیں قیامِ رمضان (تراویح) کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ (ترغیب کے لئے) فرماتے کہ جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کرتا ہے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ پھر حضور نبی

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التهجد، باب: تحریض النبی ﷺ علی صلاة اللیل والنوافل من غیر إیجاب، ۱: ۳۸۰، رقم: ۱۰۷۷
۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب صلاة التروایح، باب فضل من قام رمضان، ۲: ۷۰۸، رقم: ۱۹۰۸
۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب الترغیب في قیام رمضان وهو التراویح، ۱: ۵۲۴، رقم: ۷۶۱
۴۔ أبو داود، السنن، کتاب الصلاة، باب في قیام شهر رمضان، ۲: ۴۹، رقم: ۱۳۷۳
۵۔ نسائي، السنن، کتاب قیام اللیل وتطوع النهار، باب قیام شهر رمضان، ۳: ۲۰۲، رقم: ۱۶۰۴

اکرم ﷺ کے وصال مبارک تک قیام رمضان کی یہی صورت برقرار رہی اور یہی صورت خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ کے اوائل دور تک جاری رہی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا اور وہ انہیں نمازِ (تراویح) پڑھایا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ وہ ابتدائی زمانہ ہے جب لوگ نمازِ تراویح کے لئے (با جماعت) اکٹھے ہوتے تھے۔(۱)

امام ابن حجر عسقلانی نے ''التلخیص'' میں بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو دو راتیں ۲۰ رکعت نماز تراویح پڑھائی، جب تیسری رات لوگ پھر جمع ہوگئے تو آپ ﷺ ان کی طرف (حجرۂ مبارک سے باہر) تشریف نہیں لائے۔ پھر صبح آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہوا کہ (نمازِ تراویح) تم پر فرض کردی جائے گی لیکن تم اس کی طاقت نہ رکھوگے۔(۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے مروی ہے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔(۳)

---

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۱: ۳۵۳، رقم: ۱۴۱

۲۔ ابن خزيمة، الصحيح، ۳: ۳۳۸، رقم: ۲۲۰۷

(۲) عسقلاني، تلخيص الحبير، ۲: ۲۱

(۳) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۱: ۲۴۳، رقم: ۷۹۸

۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۵: ۳۲۴، رقم: ۵۴۴۰

۳۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۱۱: ۳۹۳، رقم: ۱۲۱۰۲

۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۲: ۱۶۴، رقم: ۷۶۹۲

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس (۲۰) رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔(۱)

سوال نمبر ۱۴۴: نمازِ عیدین کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں ہر اس شخص پر واجب ہیں جس پر جمعہ فرض ہے۔ عیدین دوگانہ یعنی دو رکعتوں والی نماز ہے۔ نمازِ عیدین کا طریقہ وہی ہے جو دیگر نمازوں کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ نماز عیدین میں کچھ زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ امام تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے پھر ہاتھ اُٹھا کر تین تکبیریں کہے، تیسری تکبیر کے بعد ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لیں پھر امام تعوذ تسمیہ کے بعد جہراً قرأت کرے۔ قرأت کے بعد حسبِ معمول رکوع و سجود کیے جائیں، پھر دوسری رکعت شروع ہوگی۔ امام قرأت کرے، قرأت کے بعد امام تین مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر تکبیریں کہے گا مقتدی بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کریں اور چوتھی مرتبہ امام ہاتھ اُٹھائے بغیر تکبیر رکوع کہے گا تو مقتدی بھی ایسا کریں، اسی طرح دو رکعت نماز مکمل کی جائے گی۔ نماز عیدین کا وقت آفتاب کے بلند ہوجانے کے بعد زوال سے پہلے پہلے ہے۔

سوال نمبر ۱۴۵: حائضہ عورت کے لیے عیدگاہ میں جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حائضہ عورت کا عید گاہ میں جانا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ مسجد کا حصہ نہ ہو اور الگ سے خواتین کے لیے جگہ ہو، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

---

(۱) بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۴۹۶، رقم: ۴۳۹۳

''حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر جوان، پردہ دار اور حائضہ عورتوں کو لے جایا کریں اور حائضہ عورتیں عید گاہ سے دور رہیں لیکن وہ کارِ خیر اور مسلمانوں کے ساتھ دعا میں شامل رہیں۔''(۱)

سوال نمبر ۱۴۶: نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر بعض لوگوں نے پڑھ لی تو سب سے فرض ساقط ہو جائے گا لیکن اگر کسی نے بھی نہ پڑھی تو سب گنہگار ہوں گے۔ اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو۔ اگر میت بالغ ہو تو اس کی دعائے مغفرت کا ارادہ کرے اور اگر میت نابالغ ہو تو اسے اپنا فرط، اَجر و ذخیر اور شفاعت کرنے والا اور مقبولِ شفاعت بنانے کا ارادہ کرے۔ اس کے بعد نماز جنازہ کا فریضہ ادا کرنے کی نیت اِس طرح کرے: چار تکبیریں نماز جنازہ فرضِ کفایہ، ثنا واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود شریف واسطے حضور نبی اکرم ﷺ کے، دعا واسطے حاضر اس میت کے، منہ طرف کعبہ شریف کے (اور مقتدی یہ بھی کہے:) پیچھے اِس امام کے۔ پھر رفع یدین کے ساتھ تکبیر تحریمہ کرکے زیرِ ناف ہاتھ باندھ لے اور یہ ثنا پڑھے:

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب صلوۃ العیدین، باب ذکر اباحۃ خروج النساء، فی العیدین الی المصلی و شھود الخطبۃ، ۲:۶۰۵-۶۰۶، رقم: ۸۹۰

سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ، وَتَبَارَکَ اسۡمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰـهَ غَيۡرُکَ.

دوسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہے اور یہ درود پاک پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّيۡتَ وَسَلَّمۡتَ وَبَارَکۡتَ وَرَحِمۡتَ وَتَرَحَّمۡتَ عَلَی إِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلَی آلِ إِبۡرَاهِيۡمَ، إِنَّکَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ.

پھر ہاتھ اٹھائے بغیر تیسری تکبیر کہے اور میت اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ بالغ مرد و عورت دونوں کی نمازِ جنازہ کے لیے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيۡرِنَا وَکَبِيۡرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنۡثَانَا. اَللّٰھُمَّ مَنۡ اَحۡيَيۡتَهُ مِنَّا فَاَحۡيِهِ عَلَی الۡاِسۡلَامِ وَمَنۡ تَوَفَّيۡتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَی الۡإِيۡمَانِ.(۱)

’’یا اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش اور ہمارے مردوں کو، اور ہمارے حاضر شخصوں کو اور ہمارے غائب لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ یا اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو ہم میں سے موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔‘‘

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۱: ۱۶۴

اگر نابالغ لڑکے کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا. (۱)

’’اے اللہ! اس بچہ کو ہمارے لیے منزل پر آگے پہنچانے والا بنا، اسے ہمارے لیے باعثِ اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا، اور اسے ہمارے حق میں شفاعت کرنے والا اور مقبولِ شفاعت بنا۔‘‘

نابالغ لڑکی کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً.

’’اے اللہ! اس بچی کو ہمارے لیے منزل پر آگے پہنچانے والا بنا، اسے ہمارے لیے باعثِ اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا، اور اسے ہمارے حق میں شفاعت کرنے والا اور مقبولِ شفاعت بنا۔‘‘

اگر کسی کو ان دعاؤں میں سے کوئی دعا یاد نہ ہو تو یہ دعا پڑھ لینی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

’’اے اللہ! تو ہمیں ہمارے والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔‘‘

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۱: ۱۶۴

اگر یہ دعا بھی یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو وہی پڑھ سکتا ہے۔

پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہے اور بعد ازاں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہتے ہوئے دائیں بائیں سلام پھیر دے۔

سوال نمبر ۱۴۷: اکثر لوگ نمازِ جنازہ میں جوتے نہیں اتارتے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر لوگوں کو اپنے جوتوں کا نجاست سے پاک ہونے کا یقین ہو تو مضائقہ نہیں نماز ادا ہو جائے گی، بصورت دیگر اتار کر پڑھنا چاہیے لیکن یہ فعل مستحب نہیں ہے کیونکہ جوتی پہن کر نماز پڑھنا نماز کے مطالب اور مقاصد میں داخل نہیں ہے، چونکہ جوتیاں بالعموم ایسی جگہ واقع ہوتی ہیں جہاں نجاست اور گندگی ہوتی ہے اور یہی ان کے بنانے کا مقصد ہے۔ اسی لیے نماز کی جگہ جوتیاں لانا مناسب نہیں اور یہی ادب کا تقاضا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر جوتے اتارنے کا حکم ہوا جس میں یہی راز مضمر تھا، ارشاد ہوتا ہے:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ.(۱)

''سو تم اپنے جوتے اتار دو۔''

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کو وقار اور زینت کی ہیئت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

---

(۱) طه، ۲۰: ۱۲

سوال نمبر ۱۴۸ : خواتین کے لیے نمازِ جمعہ، عیدین اور جنازہ کے کیا اَحکام ہیں؟

خواتین کے لیے نمازِ جمعہ، عیدین اور نمازِ جنازہ کے احکام درج ذیل ہیں :

نماز جمعہ

نماز جمعہ مخصوص شرائط کے ساتھ مسلمانوں پر فرض ہے۔ ان میں ایک شرط جماعت ہے۔ فقہاء کرام نے بیان کیا ہے کہ امام کے علاوہ کم از کم دو مردوں کا ہونا ضروری ہے صرف عورتوں اور بچوں کی موجودگی میں نماز جمعہ نہ ہوگی۔ لہٰذا اگر خواتین کسی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے جائیں تو جائز ہے۔ لیکن خواتین کا الگ سے جمع ہوکر نماز جمعہ ادا کرنا جائز نہیں۔ تاہم جن مساجد میں مرد حضرات کا باقاعدہ سے جمعہ ہوتا ہے وہاں الگ باپردہ جگہوں پر خواتین نماز جمعہ اور عیدین ادا کرسکتی ہیں۔ اسلام نے عورت پر نماز جمعہ اور عیدین واجب نہیں کیں۔ عورت کا اپنے گھر کی چار دیواری میں نماز ادا کرنا زیادہ افضل ہے ہاں اگر تعلیم و تربیت کے لئے جامع مسجد جانا مفید ہو تو اس صورت میں جائز ہے۔ حرمین شریفین کے علاوہ اکثر مسلم ممالک بالخصوص عرب ممالک انڈونیشیا، ملائیشیا، ہندوستان اور یورپ وغیرہ میں ایسے ہی اہتمام ہوتا ہے۔

نماز عیدین

خواتین کا کسی خاتون کی امامت میں علیحدہ نمازِ عید مکروہ ہے، اگر

پڑھی تو ہو جائے گی۔ اس کا طریقہ کار درج ذیل ہے:

۱۔ امامت کرانے والی خاتون عام صف میں درمیان میں کھڑی ہو۔

۲۔ قراءت کی آواز غیر محرموں تک نہ پہنچے۔

۳۔ عورتوں کا عورتوں کے سامنے خطبہ پڑھنا درست ہے اس میں بھی آواز آہستہ ہو کہ کوئی غیر محرم نہ سنے۔

باقی احکامات عورت کے لیے وہی ہیں جو نماز جمعہ کے ضمن میں اوپر ذکر ہو چکے ہیں۔

نماز جنازہ

خواتین اگر نمازِ جنازہ میں شریک ہو جائیں تو ان کی نماز ہو جائے گی، اس کی ممانعت نہیں۔ البتہ پردہ کا خصوصی خیال رکھنا ضروری ہے۔ عام طور پر جناز گاہ آبادی سے ہٹ کر قبرستان کے قریب ہوتی ہے اور خواتین کے لیے الگ انتظام بھی نہیں ہوتا۔ اس لیے اختلاطِ مرد و زن کی صورت میں جائز نہیں۔

www.MinhajBooks.com

۱۰۔ نماز کے متفرق مسائل

سوال نمبر ۱۴۹: نماز کے کتنے فرائض ہیں؟

جواب: نماز کے درج ذیل چھ فرائض ہیں:

۱۔ تکبیر تحریمہ کہنا۔

۲۔ قیام کرنا یعنی کھڑا ہونا۔

۳۔ قراءت یعنی قرآن حکیم پڑھنا۔

۴۔ رکوع کرنا۔

۵۔ سجدہ کرنا۔

۶۔ قعدہ اخیرہ یعنی پوری نماز پڑھ کر آخر میں التحیات پڑھنے کی مقدار میں بیٹھنا۔

سوال نمبر ۱۵۰: نماز میں کون سے اُمور واجبات میں سے ہیں؟

جواب: نماز میں درج ذیل چودہ امور واجبات میں سے ہیں:

۱۔ فرض نمازوں کی پہلی رکعتوں میں قراءت کرنا۔

۲۔ فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔

۳۔ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب، سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات پڑھنا۔

۴۔ سورہ فاتحہ کو کسی اور سورت سے پہلے پڑھنا۔

۵۔ قراءت، رکوع، سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا۔

۶۔ قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔

۷۔ جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانا۔

۸۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔

۹۔ قعدہ اُولی یعنی تین، چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کے برابر بیٹھنا۔

۱۰۔ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔

۱۱۔ امام کو نمازِ فجر، مغرب، عشاء، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں آواز سے قراءت کرنا اور ظہر کی نماز میں آہستہ پڑھنا۔

۱۲۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کے ساتھ نماز ختم کرنا۔

۱۳۔ نمازِ وتر میں قنوت کے لیے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

۱۴۔ عیدین کی نمازوں میں زائد تکبیریں کہنا۔

سوال نمبر ۱۵۱: نماز میں کون سے امور سنت ہیں؟

جواب: جو چیزیں نماز میں حضور نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں لیکن ان کی تاکید فرض اور واجب کے برابر نہیں سنن کہلاتی ہیں۔ نماز میں درج ذیل سنن ہیں:

۱۔ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔

۲۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو معمول کے مطابق کھلی اور قبلہ رخ رکھنا۔

۳۔ تکبیر کہتے وقت سر کو نہ جھکانا۔

۴۔ امام کا تکبیر تحریمہ اور ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کی تمام تکبیریں بلند آواز سے کہنا۔

۵۔ سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا۔

۶۔ ثناء پڑھنا۔

۷۔ تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔

۸۔ تسمیہ یعنی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔

۹۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا۔

۱۰۔ آمین کہنا

۱۱۔ ثنا، تعوذ، تسمیہ اور آمین سب کا آہستہ پڑھنا۔

۱۲۔ سنت کے مطابق قرأت کرنا یعنی نماز میں جس قدر قرآن مجید پڑھنا سنت

ہے اتنا پڑھنا۔

۱۳۔ رکوع اور سجدے میں تین تین بار تسبیح پڑھنا۔

۱۴۔ رکوع میں سر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں برابر رکھنا اور دونوں ہاتھوں کی کھلی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑ لینا۔

۱۵۔ قومہ میں امام کا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (تسمیع) اور مقتدی کا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد (تحمید) کہنا اور منفرد کا تسمیع اور تحمید دونوں کہنا۔

۱۶۔ سجدے میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے، پھر دونوں ہاتھ، پھر ناک پھر پیشانی رکھنا اور اٹھتے وقت اس کے برعکس عمل کرنا یعنی پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اور اس کے بعد گھٹنے اٹھانا۔

۱۷۔ جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور سیدھے پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہوں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا۔

۱۸۔ تشہد میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ پر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا اور اِلَّا اللّٰہُ پر انگلی گرا دینا۔

۱۹۔ قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھنا۔

۲۰۔ درود کے بعد دعا پڑھنا۔

۲۱۔ پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

سوال نمبر۱۵۲: نماز میں کون سے مستحبات ہیں؟

جواب: نماز میں درج ذیل مستحبات ہیں:

۱۔ قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنا۔

۲۔ رکوع میں قدموں پر نظر رکھنا۔

۳۔ سجدہ میں ناک زمین پر رکھنا۔

۴۔ قعدہ میں گود پر نظر رکھنا۔

۵۔ سلام میں دائیں اور بائیں جانب کے کندھے پر نظر رکھنا۔

۶۔ جمائی کو آنے سے روکنا، نہ رکے تو حالتِ قیام میں دائیں ہاتھ سے منہ ڈھانک لیں اور دوسری حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پیٹھ سے۔

۷۔ مرد تکبیر تحریمہ کے لیے کپڑے سے ہاتھ باہر نکالیں اور عورتیں اندر رکھیں۔

۸۔ کھانسی روکنے کی کوشش کرنا۔

۹۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر امام و مقتدی کا کھڑے ہونا۔

۱۰۔ حالتِ قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہو۔

سوال نمبر۱۵۳: نماز کے مکروہاتِ تحریمی کون سے ہیں؟

جواب: جس نماز میں کوئی مکروہ تحریمی فعل واقع ہو جائے تو اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے، نماز میں مکروہاتِ تحریمی درج ذیل ہیں:

۱۔ ہر ایسا کام جو نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ ہٹا دے مکروہ ہے۔

۲۔ داڑھی، بدن یا کپڑوں سے کھیلنا۔

۳۔ اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا۔

۴۔ آسمان کی طرف دیکھنا۔

۵۔ کمر یا کولہے وغیرہ پر ہاتھ رکھنا۔

۶۔ کپڑا اسمیٹنا۔

۷۔ سَدْلِ ثوب یعنی کپڑا لٹکانا مثلاً سر یا کندھوں پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں۔

۸۔ آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی رکھنا۔

۹۔ انگلیاں چٹخانا۔

۱۰۔ بول و براز (پاخانہ/ پیشاب) یا ہوا کے غلبے کے وقت نماز ادا کرنا۔ اگر دورانِ نماز میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے اور وقت میں بھی گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے۔

۱۱۔ قعدہ یا سجدوں کے درمیان جلسہ میں گھٹنوں کو سینے سے لگانا۔

۱۲۔ بلاوجہ کھنکارنا۔

۱۳۔ ناک و منہ کو چھپانا۔

۱۴۔ جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا۔

۱۵۔ کسی کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا۔

۱۶۔ پگڑی یا عمامہ اس طرح باندھنا کہ درمیان سے سر ننگا ہو۔

۱۷۔ کسی واجب کو ترک کرنا مثلاً رکوع میں کمر سیدھی نہ کرنا، قومہ یا جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلے جانا۔

۱۸۔ قیام کے علاوہ اور کسی جگہ پر قرآن حکیم پڑھنا۔

۱۹۔ رکوع میں قراءت ختم کرنا۔

۲۰۔ صرف شلوار یا چادر باندھ کر نماز پڑھنا۔

۲۱۔ امام سے پہلے رکوع و سجود میں جانا یا اٹھنا۔

۲۲۔ قیام کے علاوہ نماز میں کسی اور جگہ قرآن حکیم پڑھنا۔

۲۳۔ چلتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہنا۔

۲۴۔ امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کو بلاوجہ لمبا کرنا۔

۲۵۔ قبر کے سامنے نماز پڑھنا۔

۲۶۔ غصب کی ہوئی زمین/ مکان/ کھیت میں نماز پڑھنا۔

۲۷۔ الٹا کپڑا پہن/ اوڑھ کر نماز پڑھنا۔

۲۸۔ اچکن وغیرہ کے بٹن کھول کر نماز پڑھنا جبکہ نیچے قمیص نہ ہو۔

سوال نمبر ۱۵۴: کن اوقات میں نماز پڑھنا جائز نہیں؟

جواب: تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنا جائز نہیں:

۱۔ سورج نکلتے وقت۔

۲۔ استواء (دوپہر کے وقت جب سورج نہ عروج پر ہو نہ زوال پر بلکہ ٹھہرا ہوا ہو)۔

۳۔ سورج ڈوبتے وقت۔

مندرجہ بالا اوقات میں نماز کی ممانعت حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کو تین اوقات میں نماز پڑھنے یا مُردوں کو دفن کرنے (مراد نمازِ جنازہ پڑھنے) سے منع فرمایا ہے:

۱۔ جب سورج نکل رہا ہو، یہاں تک کہ نکل کر بلند ہو جائے۔

۲۔ جب زوال کا وقت ہو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔

۳۔ جب سورج غروب ہو رہا ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔(۱)

سوال نمبر ۱۵۵: کن جگہوں میں نماز پڑھنا منع ہے؟

جواب: درج ذیل حدیث کے مطابق سات جگہوں پر نماز پڑھنا منع ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ فیھا، ۱: ۵۶۸، ۵۶۹، رقم: ۸۳۱

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ: فِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ، وَفِي الْحَمَّامِ، وَفِي مَعَاطِنِ الإِبِلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللهِ.(۱)

’’بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا: (۱) جہاں گوبر یعنی کوڑا کرکٹ ڈالتے ہیں، (۲) قصاب خانہ میں (جہاں جانوروں کو ذبح کرتے ہیں)، (۳) قبرستان میں، (۴) چلتے راستہ میں، (۵) حمام میں (نہانے کی جگہ)، (۶) اونٹوں کے باڑے میں، (۷) بیت اللہ کی چھت پر۔‘‘

سوال نمبر ۱۵۶: کن صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے؟

جواب: بلاعذر نماز توڑنا حرام ہے، البتہ چند حالتوں میں نماز توڑنا جائز ہے مثلاً مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑنا مباح ہے جبکہ جان بچانے کے لیے واجب ہے، خواہ اپنی جان یا کسی مسلمان کی جان بچانا مقصود ہو نماز توڑنے کے لیے بیٹھنے کی ضرورت نہیں بلکہ کھڑے کھڑے ایک طرف سلام پھیر دینا کافی ہے۔

سوال نمبر ۱۵۷: وہ کون سے اعمال ہیں جو نماز کو فاسد کر دیتے ہیں؟

جواب: بعض اعمال کی وجہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسے لوٹانا ضروری ہو

(۱) ترمذی، السنن، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی کراهية ما يصلی إليه وفيه، ۱: ۳۷۵، رقم: ۳۴۶

جاتا ہے انہیں مفسداتِ نماز کہتے ہیں۔ نماز کو فاسد بنانے والے اعمال درج ذیل ہیں:

۱۔ نماز میں بات چیت کرنا۔

۲۔ سلام کرنا۔

۳۔ سلام کا جواب دینا۔

۴۔ درد اور مصیبت کی وجہ سے آہ و بکا کرنا یا اُف کہنا (لیکن جنت و دوزخ کے ذکر پر رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی)۔

۵۔ چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا۔

۶۔ کسی کی چھینک پر یَرْحَمُکَ اللّٰہ یا کسی کے جواب میں یَهْدِیْکُمُ اللّٰہُ کہنا۔

۷۔ بری خبر پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن پڑھنا۔

۸۔ اچھی خبر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا۔

۹۔ دیکھ کر قرآن پڑھنا۔

۱۰۔ کھانا پینا۔

۱۱۔ عمل کثیر یعنی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والا یہ گمان کرے کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔

۱۲۔ نمازی کا اپنے امام کے سوا کسی اور کو لقمہ دینا۔

۱۳۔ قہقہہ کے ساتھ ہنسنا۔

سوال نمبر ۱۵۸: نماز میں اگر وضو ٹوٹ جائے تو کیا ساری نماز دوبارہ دہرائیں گے؟

جواب: نماز میں اگر وضو ٹوٹ جائے تو ساری نماز نہ دہرائی جائے بلکہ جس رکعت میں وضو ٹوٹا ہو تو وضو کر کے اسی سے شروع کر کے نماز مکمل کرے۔ اس عمل کو بنا کرنا کہتے ہیں، البتہ نماز دہرانا زیادہ افضل ہے۔

حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَصَابَهُ قَیءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْیٌ فَلْیَنْصَرِفْ فَلْیَتَوَضَّأْ، ثُمَّ لِیَبْنِ عَلٰی صَلَاتِهِ وَهُوَ فِی ذٰلِکَ لَا یَتَکَلَّمُ.(۱)

’’جسے نماز میں قے، نکسیر، یا مذی آجائے وہ لوٹ کر وضو کرے اور جہاں نماز کو چھوڑا تھا وہیں سے شروع کر دے لیکن اس دوران کلام نہ کرے۔‘‘

سوال نمبر ۱۵۹: کیا شیر خوار بچے کے پیشاب آلود کپڑوں سے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جی نہیں! شیر خوار بچہ/ بچی کا پیشاب نجس ہے۔ کم علمی کی وجہ سے اکثر خواتین شیر خوار بچے کے پیشاب آلود کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لیتی ہیں اور

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب: إقامة الصلوة والسنة فيها، باب: ماجاء فی البناء علی الصلاة، ۲: ۸۷، رقم: ۱۲۲۱

خیال کرتی ہیں کہ ان کے کپڑے ناپاک نہیں ہوئے۔ ایسا خیال سراسر غلط ہے۔ پیشاب آلود کپڑے کو اچھی طرح دھو کر پاک کرنا واجب ہے، بصورت دیگر نماز ادا نہیں ہوگی۔

سوال نمبر ۱۶۰: کیا مردوں کا سونے کی انگوٹھی، چین وغیرہ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: مردوں کے لیے سونا پہننا حرام ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مردوں کو سونا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ لیکن یہ اَمر ذہن نشین رہے کہ حُرمت کا تعلق سونا پہننے سے ہے، نماز پڑھیں یا ویسے پہنیں دونوں صورتوں میں جائز نہیں۔ سونا پہن کر بھی نماز ہوجائے گی تاہم سونا پہننے کا گناہ الگ ہوگا۔

سوال نمبر ۱۶۱: مردوں کے لیے ننگے سر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کی حالت میں ستر عورت فرض ہے۔ مرد کا ستر ناف سے لے کے گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر تمام جسم ہے، صرف چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کا کھلا ہونا مستثنٰی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے توفیق اور وسعت دی ہو تو بہتر ہے ٹوپی یا عمامہ پہن کر نماز پڑھے جیسا کہ امام بخاری، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

إِذَا وَسَّعَ اللهُ فَأَوْسِعُوْا. (۱)

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الصلاۃ فی الثیاب، باب الصلاۃ فی القمیص و السراویل والتبان والقباء، ۱: ۱۴۳، رقم: ۳۵۸

’’جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو وسعت اختیار کرو۔‘‘

امام شعرانی لکھتے ہیں:

’’حضور نبی اکرم ﷺ نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔‘‘(۱)

حضور نبی اکرم ﷺ، صحابہ، تابعین اور سلف صالحین کا طریقہ عمامہ یا ٹوپی سے سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا تھا۔ اس لیے جب انسان کے لیے عمامہ یا ٹوپی حاصل کرنے کی وسعت ہو تو وہ ننگے سر نماز نہ پڑھے۔ عمامہ باندھ کر یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھے۔(۲)

سوال نمبر ۱۶۲: نماز کے دوران اگر ٹوپی گر جائے تو اس کو اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کے دوران اگر ٹوپی گر جائے اور اٹھانے میں عملِ کثیر کی ضرورت نہ پڑے تو اٹھالینا افضل ہے اور اگر ٹوپی بار بار اٹھانی پڑے تو نہ اٹھائے، چھوڑ دے۔

سوال نمبر ۱۶۳: اکثر مرد نماز میں پائنچے ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں، شرع کی رُو سے کیا ایسے نماز ادا کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر چادر یا شلوار، پتلون وغیرہ کو اَسراف اور تکبر سے زمین پر گھسیٹا

(۱) شعرانی، کشف الغمۃ، ۱: ۸۷

(۲) نووی، شرح صحیح مسلم، ۱: ۱۳۳۵، ۱۳۳۶

جائے تو حرام ہے کیونکہ یہ مال ضائع کرنے اور دوسروں کو کمتر اور خود کو بڑا سمجھنے کے مترادف ہے، اور اگر عرف کی وجہ سے کپڑے لٹکائے جائیں تو حرام نہیں۔ اس سوال کا جواب واضح کرنے کے لیے ذیل میں نفسِ مضمون سے متعلقہ چند احادیث درج کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کبھی کسی کو گالی نہ دینا۔ حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی آزاد، غلام، اونٹ، بکری یعنی کسی بھی مخلوق کو گالی نہیں دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ’’کبھی کسی نیکی کو معمولی نہ سمجھنا اگرچہ اپنے بھائی سے مسکرا کر بات کرنا ہی کیوں نہ ہو! بیشک یہ بھی نیکی ہے۔ اپنا تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھو، نہیں تو ٹخنوں تک۔ اور خبردار چادر زمین پر نہ گھسیٹنا کہ یہ غرور و تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔ اور اگر کوئی شخص تجھے گالی دے اور ایسی غلط بات کا تجھے عار دے جو اُس کے علم میں تیرے اندر موجود ہے، تو اُسے اُس بار پر عار نہ لگا جو تیرے علم میں اُس کے اندر موجود ہے۔ اس کے گناہ کا وبال اُسی پر ہوگا۔‘‘(۱)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب الحمام، باب ما جاء في إسبال الإزار، ۴: ۵۶، رقم: ۴۰۸۴

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

’’جس نے غرور و تکبر سے اپنا کپڑا (تہبند، چادر، شلوار، پتلون، جبہ وغیرہ) گھسیٹا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔‘‘

اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری چادر (تہبند) کا ایک کنارہ میں پکڑے رکھتا ہوں (ورنہ لٹک جاتا ہے)؟ فرمایا:

إِنَّکَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِکَ خُيَلَاءَ.(۱)

’’تم غرور و تکبر سے گھسیٹنے والوں میں سے نہیں۔‘‘

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص تہبند ٹخنوں سے نیچے کیے نماز ادا کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ! وضو کرو۔ اس نے جا کر وضو کیا، پھر حاضر خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جا کر وضو کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا! یا رسول اللہ! آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم کیوں دیا؟ ایک لمحہ خاموش ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا، اور چادر لٹکانے والے کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔(۲)

مندرجہ بالا احادیث نمبر۲ اور ۳ میں حکم ایک جیسا نہیں دیا گیا کیوں

(۱) بخاری، الصحيح، کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۳:۱۳۴۵، رقم: ۳۴۶۵

(۲) أبوداؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب الاسال في الصلاة، ۱:۲۴۸، رقم: ۶۳۸

کہ حضور نبی اکرم ﷺ بہتر جانتے تھے کہ کس آدمی میں کیا خرابی ہے اور اس پر کس انداز سے کیا تادیبی کارروائی کس قدر مؤثر ہوگی۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے رعایت رکھی گئی کہ ان میں غرور وتکبر جیسی بیماری کا امکان نہ تھا۔ جب کہ دوسرے شخص کی حالت کے پیشِ نظر اُسے الگ حکم دیا گیا۔

سوال نمبر۱۶۴: عموماً مرد پینٹ کے پائنچے دہرے (fold) کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔ کیا ایسا کرنے سے نماز ادا ہو جائے گی یا اس کا اعادہ کرنا ہوگا؟

جواب: نماز میں دھوتی، چادر، تہبند، جبہ، قمیض وغیرہ کو کَس کَس کر اکھٹا کرنا یا بلا وجہ ٹانگوں میں دبانا اور سمیٹنا مکروہ ہے، لیکن نماز کے لیے پینٹ کے پائنچے موڑ لینے یا شلوار کو اوپر سے موڑ لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تفصیل پچھلے سوال میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر۱۶۵: کیا دورانِ نماز موبائل بند کرنے سے نماز ادا ہو جائے گی؟

جواب: اگر یہ عمل بار بار نہ ہو بلکہ ایک یا دو بار ایسا کر لیا تو اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ یہ عمل قلیل ہے۔ اس کے برعکس اگر اس نے بار بار ایسا کیا تو عمل کثیر کی بناء پر نماز فاسد ہو جائے گی۔

موبائل سامنے رکھے ہونے کی صورت میں نمازی نے دورانِ نماز اگر ایک آدھ مرتبہ موبائل پر آنے والے فون کا نمبر دیکھ کر زبان سے تکلم کیے بغیر اسے

بند کر دیا تو اس سے بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ جیسا کہ امام طحطاوی فرماتے ہیں:

(لو نظر المصلي إلى مكتوب وفهمه) سواء كان قرآنا أو غيره قصد الاستفهام أو لا أساء الأدب، ولم تفسد صلاته لعدم النطق بالكلام.[۱]

''نمازی نے (دورانِ نماز) ارادتاً یا غیر ارادی طور پر کسی تحریر کی طرف دیکھا اور اسے سمجھ لیا خواہ وہ قرآن یا اس کے علاوہ کوئی تحریر ہے تو ادب کے خلاف ہے لیکن نطقِ کلام نہ پائے جانے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔''

سوال نمبر ۱۶۶: نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: نمازی کے آگے سے گزرنے والا بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جس کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِيْنَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ.[۲]

''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو پتا ہو کہ اس کی سزا کیا

---

(۱) طحطاوی، مراقی الفلاح: ۱۸۷

(۲) ترمذی، السنن، کتاب الصلوة، باب ما جاء فی کراهية المرور بين يدي المصلي، ۱: ۳۶۷، رقم: ۳۳۶

ہے۔تو وہ چالیس (سال یا مہینہ وہاں) کھڑا انتظار کرتا اور یہ اس کے لیے نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہوتا۔‘‘

دوسری روایت میں ہے کہ اگر اسے گناہ کا اندازہ ہو جائے تو وہ زمین میں دھنس جانے کو اس گناہ کے مقابلے میں اپنے لیے زیادہ آسان سمجھے گا۔ نمازی کے آگے سترہ رکھا جانا ضروری ہے اگر سترہ قائم ہونے کے باوجود کوئی شخص سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزر رہا ہے تو اسے سختی سے باز رکھنا چاہیئے۔

سوال نمبر ۱۶۷: کیا عورتوں کا زیور پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! عورتوں کا زیور پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال نمبر ۱۶۸: کیا بہن، بھائی یا میاں بیوی گھر میں بغیر جماعت کے اکٹھے نماز ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! نماز باجماعت بھی پڑھ سکتے ہیں اور بغیر جماعت کے الگ الگ یا اکٹھے بھی نماز ادا کر سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۶۹: عورت کو ایامِ مخصوصہ کی نمازیں اور روزے معاف ہیں یا قضا پڑھے گی؟

جواب: ایامِ مخصوصہ یعنی حیض و نفاس کے دنوں میں عورت کو نمازیں معاف ہیں، وہ قضا ادا نہیں کرے گی۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

لَا تَقْضِی الْحَآئِضُ الصَّلٰوة، وَقَالَ جَابِرُ بنُ عبد اللهِ وَاَبُو سَعِيدٍ

عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: تَدَعُ الصَّلٰوۃَ.(۱)

’’حائضہ عورت نماز کی قضا نہ کرے، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما نے حضور نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ حائضہ عورت نماز چھوڑ دے (اور روزوں کی قضاء کرے)۔‘‘

سوال نمبر ۱۷۰: کیا عورت کا باریک دوپٹہ یا چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جی نہیں! جس دوپٹہ یا چادر سے عورت کے جسم کا حصہ یا بال نظر آئیں اس سے نماز نہیں ہوگی جب عام حالات میں عورت کو باریک لباس اور باریک دوپٹہ اوڑھنے سے منع کیا گیا ہے تو پھر باریک دوپٹے سے نماز کیسے ادا ہوسکتی ہے؟ جیسا کہ حدیث پاک سے ثابت ہے:

عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلَی رَسُوْلِ اللهِ (النَّبِيِّ ﷺ) وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ يَصْلُحْ لَهَا أَنْ يُرَی مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا، وَأَشَارَ إِلَي وَجْهِهِ وَکَفَّيْهِ.(۲)

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت

www.MinhajBooks.com

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الحیض، باب لا تقضی الحائض الصلاۃ، ۱: ۱۲۲

(۲) ابوداؤد، السنن، کتاب اللباس، باب فیما تبدي المرأۃ من زینتها، ۴: ۲۹، رقم: ۴۱۰۴

ابوبکر رضی اللہ عنہما باریک کپڑے پہن کر حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے آئیں تو آپ ﷺ نے ان کی جانب سے رخ مبارک پھیر لیا اور فرمایا: اسماء! عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ ہرگز دکھائی نہیں دینا چاہیے، سوائے اِس کے اور اِس کے، اور آپ ﷺ نے اپنے چہرۂ اقدس اور ہتھیلیوں کی جانب اشارہ فرمایا۔‘‘

سوال نمبر ۱۷۱: مختلف سواریوں (چلتی ٹرین، کشتی، جہاز، بحری جہاز اور جانور کی سواری) پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسافر کو اترنے میں جان کا یا بیمار ہونے یا بیماری بڑھنے یا درندہ کا خطرہ ہو یا مسافر اتنا کمزور ہو کہ کسی کی امداد کے بغیر اتر نہیں سکتا یا سوار نہیں ہوسکتا یا اسے سامان کے چوری ہو جانے یا گاڑی کے چلے جانے کا خطرہ ہو تو ان صورتوں میں مسافر کے لیے چلتی گاڑی، کشتی، ہوائی جہاز، بحری جہاز اور جانور کی سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

ذہن نشین رہے کہ سواری نماز شروع کرتے ہوئے قبلہ کے رخ کا تعین کر لے بعد میں اگر گاڑی کا رخ تبدیل ہو جائے تو نمازی بھی اپنا چہرہ قبلہ کے رخ پھیر لے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جس طرف بھی اس کا چہرہ ہے اسی طرح اپنی نماز کو مکمل کرے۔

۱۱۔ باجماعت نماز کے مسائل

سوال نمبر ۱۷۲: باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: باجماعت نماز کی فضیلت بہت زیادہ ہے حتی کہ اگر دو آدمی بھی ہوں تو جماعت قائم کی جائے۔ ان میں ایک امام بنے اور دوسرا مقتدی جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ.(۱)

’’دو یا دو کے اوپر جماعت ہے۔‘‘

باجماعت نماز کی فضیلت کے حوالے سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً.(۲)

---

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب الاثنان جماعة، ۱: ۵۲۲، رقم: ۹۷۲

(۲) بخاری، الصحيح، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، ۱: ۲۳۱، رقم: ۶۱۹

’’باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر ستائیس درجے فضیلت رکھتا ہے۔‘‘

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’جب آدمی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف جاتا ہے اور اس طرح جاتا ہے کہ نماز کے سوا کوئی دوسری چیز اسے نہیں لے جاتی تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس کے ذریعے اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک گناہ (کا بوجھ) ہلکا کیا جاتا ہے پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس پر اس وقت تک سلامتی بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ باوضو رہتا ہے اور اس کے لیے یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس پر سلامتی بھیج، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ تم میں سے ہر ایک جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔‘‘(۱)

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’جو اللہ کے لیے چالیس دن نماز باجماعت ادا کرے اور تکبیر اولیٰ پائے اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی ایک دوزخ سے دوسری نفاق سے۔‘‘(۲)

(۱) بخاری، الصحيح، کتاب الجماعة والإمامة، باب فضل صلاة الجماعة، ۱: ۲۳۲، رقم: ۶۲۰

(۲) ترمذی، الجامع الصحيح، ابواب الصلاة، باب في فضل التكبيرة الاولیٰ، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۴۱

۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

’’جس کو یہ پسند ہو کہ وہ حالت اسلام میں کل (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے کامل مومن کی حیثیت سے ملاقات کرے، اسے چاہئے کہ جس جگہ اذان دی جاتی ہے وہاں ان نمازوں کی حفاظت کرے (یعنی وہ نمازِ پنجگانہ باجماعت ادا کرے)۔‘‘

پھر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

’’اگر تم منافقوں کی طرح بلاعذر مسجدوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے تو اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے اور اگر اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔‘‘(۱)

سوال نمبر ۱۷۳: جان بوجھ کر نماز باجماعت ادا نہ کرنے والے کے بارے میں کیا وعید ہے؟

جواب: بغیر عذر شرعی باجماعت نماز نہ پڑھنے کو منافقت کی نشانی قرار دیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله عليه وآله وسلم قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، ۱: ۴۵۲، رقم: ۶۵۴

فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ: أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، لَشَهِدَ الْعِشَاءَ. (۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں تو وہ اکٹھی کی جائیں، پھر نماز کا حکم دوں تو اس کے لیے اذان کہی جائے۔ پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے پھر ایسے لوگوں کی طرف نکل جاؤں (جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے) اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے! اگر ان میں سے کوئی جانتا کہ اسے موٹی ہڈی یا دو عمدہ کھریاں ملیں گی تو ضرور نماز عشاء میں شامل ہوتا۔‘‘

سوال نمبر ۱۷۴: امامت کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: امام کے لیے درج ذیل چھ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

۱۔ مسلمان ہو۔

۲۔ بالغ ہو۔

۳۔ عاقل ہو۔

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الجماعة والإمامة، باب وجوب صلاة الجماعة، ۱: ۲۳۱، رقم: ۶۱۸

۴۔ مرد ہو۔

۵۔ اتنی قراءت جانتا ہو جس سے نماز صحیح ادا ہو جائے۔

۶۔ معذور نہ ہو۔

سوال نمبر ۱۷۵: اگر امام کی قراءت غلط ہے تو مقتدی کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر امام کی قراءت درست نہ ہو اور مقتدی امام سے بہتر قراءت کر سکتا ہو تو مقتدی کے لیے حکم ہے کہ وہ جماعت کی امامت کرائے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ. وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ.(۱)

’’جب تین نمازی ہوں تو ان میں سے ایک امامت کرے، اور ان میں امام بننے کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جسے قرآن کا سب سے زیادہ علم ہو۔‘‘

اگر مقتدیوں میں سے کسی کی بھی قراءت اتنی صحیح نہ ہو تو بلاتکلف ان میں سے کسی کو امام بنا لیا جائے اور اس کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے۔ ترک جماعت کسی طور جائز نہیں کیونکہ نماز باجماعت کی اتنی تاکید ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة؟، ۱: ۴۶۴، رقم: ۶۷۲

اَلصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ وَاجِبَةٌ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا اَوْ إِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ.(۱)

’’تم پر فرض نماز لازمی ہے ہر مسلمان کے پیچھے، نیک ہو یا بد، خواہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو۔‘‘

سوال نمبر ۱۷٦: باجماعت نماز کے لیے صف کی ترتیب کیا ہوگی؟

جواب: باجماعت نماز کے لیے صف کی ترتیب اس طرح ہو کہ امام پہلی صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہو اس کے بعد پہلی صف مکمل کی جائے پھر دوسری پھر تیسری علی ہذا القیاس پچھلی صفیں بنائی جائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ.(۲)

’’پہلی صف مکمل کرو پھر اس کے بعد والی صف پس اگر صفوں میں کوئی کمی کی رہ جائے تو وہ آخر والی صف میں ہو۔‘‘

اگر مردوں، بچوں، مخنثوں اور عورتوں کا مجمع ہو تو ان کی صف بندی

www.MinhajBooks.com

---

(۱) ابوداؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب امامۃ البر و الفاجر، ۱: ۲۳۳، رقم: ۵۹۴

(۲) ابوداؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف، ۱: ۲۵۸-۲۵۹، رقم: ٦۷۱

میں درج ذیل ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے۔ آگے مرد کھڑے ہوں، پیچھے بچے، پھر مخنث اور اس کے بعد عورتیں۔

سوال نمبر ۱۷۷: پہلی صف میں اگر جگہ خالی ہو تو کیا مقتدی دوسری صف میں کھڑا ہو سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں! پہلی صف مکمل کرنے کے بعد مقتدی دوسری صف میں کھڑا ہو۔

سوال نمبر ۱۷۸: ایک مرد اور ایک عورت امام کے ساتھ باجماعت نماز کیسے ادا کریں گے؟

جواب: باجماعت نماز کے وقت امام کے ساتھ اگر ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد امام کے دائیں جانب اور عورت ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو۔

سوال نمبر ۱۷۹: کیا باجماعت نماز میں شریک ہونے کے لیے دوڑ کر مسجد میں جانا جائز ہے؟

جواب: جماعت میں شریک ہونے کے لیے مسجد کی طرف دوڑ کر یا تیزی سے نہیں چلنا چاہیے بلکہ سکون سے باوقار طریقے سے چلنا چاہیے اس لیے کہ جب انسان نماز کے لیے نکلتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلَاةِ فَأْتُوْهَا وَأَنْتُمْ تَمْشُوْنَ. وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ.

فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا.(۱)

’’جب نماز کے لیے اذان دی جائے تو نماز کے لیے چلتے ہوئے آؤ اور تم پر سکون و وقار لازم ہے جو (رکعات) تمہیں مل جائیں پڑھ لو اور جو رہ جائیں ان کو بعد میں پورا کر لو۔‘‘

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوڑنے کی آواز سنی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا بات تھی؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم لوگ جماعت میں شامل ہونے کے لیے تیزی سے دوڑتے ہوئے آ رہے تھے۔ فرمایا:

’’ایسا نہ کیا کرو، جب تم نماز پڑھنے آؤ تو سکون اور وقار کے ساتھ آؤ اور جو (رکعات) تمہیں مل جائیں انہیں پڑھ لو اور جو رہ جائیں انہیں بعد میں پورا کر لو۔‘‘(۲)

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص نماز ادا کرنے مسجد جا رہا ہوتا ہے وہ حکماً نماز ہی میں ہوتا ہے۔ اس لیے اسے چاہئے کہ نماز کے لیے جاتے وقت کوئی ناشائستہ یا وقار سے گری ہوئی حرکت یا جلد بازی نہ کرے۔

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب إتيان الصلاة بوقارٍ و سكينة، ۱: ۴۲۱، رقم: ۶۰۲

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة، ۱: ۴۲۱، ۴۲۲، رقم: ۶۰۳

سوال نمبر۱۸۰: مردکن وجوہات کی بناء پر باجماعت نماز چھوڑ سکتا ہے؟

جواب: شارع اسلام علیہ السلام نے جہاں بلا جواز ترکِ جماعت پر وعید فرمائی ہے وہاں پرشفقت ورحمت فرماتے ہوئے بامرِ مجبوری ترکِ جماعت کی اجازت بھی دی ہے۔ وہ خاص حالات یا عذر جن کی بناء پر نماز کو باجماعت چھوڑ کر انفرادی طور پر ادا کیا جاسکتا ہے یہ ہیں:

۱۔ بقدر ستر پوشی کے لباس نہ ہو۔

۲۔ راستہ میں سخت کیچڑ ہو۔

۳۔ سخت بارش ہو۔

۴۔ سخت سردی جس سے کسی بیماری کے پیدا ہونے یا اس کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو۔

۵۔ سخت اندھیرا کہ راستہ دکھائی نہ دے اور نہ روشنی کا سامان ہو۔

۶۔ مسجد میں جانے سے مال واسباب کے چوری ہونے کا خطرہ ہو۔

۷۔ دشمن کے حملہ کا خطرہ ہو۔

۸۔ کسی بیمار کی تیمارداری میں ہو کہ اگر مسجد چلا گیا تو مریض کی تکلیف بڑھ جائے گی۔

۹۔ کسی قرض خواہ کے ملنے اور اس سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو بشرطیکہ اس وقت ادا نہ کرسکتا ہو۔

۱۰۔ شدت کی بھوک، پیاس لگی ہونا بشرطیکہ کھانا تیار اور موجود ہو۔

۱۱۔ گاڑی وغیرہ نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

۱۲۔ ایسی بیماری کہ جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکتا ہو۔

غرضیکہ مندرجہ بالا صورتوں میں کسی عذر یا مجبوری کی بنا پر جماعت کا ترک کرنا جائز ہے جبکہ بلا عذر جماعت چھوڑنے پر وعید ہے۔

سوال نمبر ۱۸۱: اگر کسی شخص نے فرض نماز اکیلے ہی شروع کی اور وہیں جماعت شروع ہوگئی تو اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی شخص نے تنہا فرض نماز شروع کی تھی کہ جماعت کھڑی ہوگئی تو نماز کو توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

سوال نمبر ۱۸۲: باجماعت نماز کے دوران سنتیں یا نوافل پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نمازی نے مسجد میں آ کر کسی بھی نماز کی سنتیں یا نوافل ادا کرنا شروع کیے ہی تھے کہ نماز باجماعت شروع ہوگئی تو وہ اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہوگا۔ اگر اس نے سنن یا نوافل کی ایک رکعت پڑھ لی ہو تو پھر دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے گا اور اگر تین رکعات ادا کر چکا ہو تو چوتھی رکعت مکمل کر کے جماعت میں شریک ہوگا۔

سوال نمبر۱۸۳: باجماعت نمازِ فجر کے دوران سنتیں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہتر یہی ہے کہ سنتیں نمازِ فجر شروع ہونے سے قبل ادا کر لی جائیں۔ اگر بأمر مجبوری کوئی نمازی باجماعت نماز سے قبل سنتیں ادا نہ کر سکے اور اسے یقین ہو کہ امام کے نماز مکمل کرنے سے پہلے وہ جماعت میں شریک ہو جائے گا تو پھر وہ سنتیں الگ جگہ پر ادا کر کے شاملِ جماعت ہو۔

امام ابوجعفر طحاوی **شرح معانی الآثار** میں نقل کرتے ہیں کہ صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ اگر نمازِ فجر باجماعت شروع ہو جاتی اور انہوں نے ابھی سنتیں ادا نہ کی ہوتیں تو وہ پہلے مسجد کے کسی گوشے میں سنتیں ادا کرتے، پھر باجماعت نماز میں شریک ہو جاتے۔ روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

أنه كان يدخل المسجد وَالنَّاس صفوف فِي صلٰوةِ الفجرِ، فيصلي الركعتين في ناحية المسجد، ثُمَّ يدخل مع القوم في الصلاة.[۱]

’’حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوتے اور لوگ (باجماعت) نمازِ فجر میں صف بستہ ہوتے تو یہ پہلے مسجد کے گوشے میں دو رکعت (سنتیں) پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے۔‘‘

(۱) طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب الرجل یدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر، ۱: ۴۸۷، رقم: ۲۱۶۴

لیکن ہمارے ہاں یہ انتہائی غلط طریقہ رائج ہے۔ جیسے بعض لوگوں کا معمول ہے کہ مسجد میں فجر کی جماعت کھڑی ہوتی ہے اور وہ جماعت کی صفوں میں متصل کھڑے ہو کر سنتیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ایک نقصان یہ ہے کہ امام باآواز بلند قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا ہوتا ہے جس کا سننا فرض ہے اور سنتوں میں مشغول شخص اس فرض کو ترک کر رہا ہوتا ہے۔ اس کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ بعض اوقات سنتوں میں مشغولیت کی وجہ سے فرض نماز کی جماعت چھوٹ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں جہاں فجر کی سنتیں پڑھنے کی سخت تاکید کی گئی ہے وہاں فقہاء نے یہ تنبیہ بھی کی ہے کہ نمازی کو اگر فجر کی سنتیں پڑھنے کی وجہ سے جماعت سے محروم ہونے کا خدشہ ہو تو پھر سنتیں ترک کر کے جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے اور سورج نکلنے کے بعد استواء (وقتِ مکروہ) سے پہلے سنتوں کی قضا کرے۔

سوال نمبر ۱۸۴: کیا خواتین مسجد میں باجماعت نماز پنجگانہ ادا کر سکتی ہیں؟

جواب: بعض احادیث کی رُو سے عورتوں کا باجماعت نماز کے لیے مسجد میں جانا ثابت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے عہدِ مبارک میں خواتین بھی آپ ﷺ کے ساتھ مردوں کے پیچھے کھڑی ہو کر باجماعت نماز میں شریک ہوتی تھیں۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤمِنَاتِ، يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ صَلَاةَ

الْفَجْرِ، مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلَاةَ، لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ.(١)

''مسلمان عورتیں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نمازِ فجر میں شامل ہونے کی خاطر چادروں میں لپٹی ہوئی حاضر ہوا کرتی تھیں۔ جب نماز سے فارغ ہو جاتیں تو اپنے گھروں کو واپس آ جاتیں اور اندھیرے کے باعث کوئی بھی انہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔''

مگر اس کے ساتھ ہی ایسی احادیث بھی تواتر کے ساتھ موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کا اپنے گھر کے کسی کونے میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے اگرچہ بعض احادیث میں خواتین کو خاص مواقع پر نمازِ باجماعت میں شامل ہونے کی اجازت دی مگر ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ عورت کی بہترین نماز وہی ہے جو مسجد کی بجائے گھر میں ادا کی جائے۔ اس حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ.(٢)

''اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے سے مت روکو لیکن ان کے گھر ان کے لیے زیادہ بہتر ہیں۔''

---

(١) بخاری، الصحیح، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت الفجر، ١: ٢١٠، ٢١١، رقم: ٥٥٣

(٢) ابوداؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی خروج النساء إلی المسجد، ١: ٢٢٤، رقم: ٥٦٧

گویا مردوں اور عورتوں کے لیے جس طرح دیگر بہت سے معاملات میں الگ الگ احکام ہیں اسی طرح باجماعت نماز کے متعلق بھی دونوں کے لیے علیحدہ حکم ہے۔ مرد اگر جماعت چھوڑ کر انفرادی طور پر اپنے گھر ہی نماز پڑھنے کو اپنا معمول بنائے تو یہ اس کے لیے جائز نہیں بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسا کرنے والوں پر اس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ ان کے گھروں کو جلا دینے کی بات کی مگر فرمایا کہ ایسا کرنے میں عورتوں اور بچوں کی موجودگی مانع ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ ایسے شخص کی انفرادی نماز صرف ایک درجہ ثواب کے برابر ہے جبکہ باجماعت نماز ادا کرنے والے کا ثواب ستائیس (۲۷) گنا زیادہ ہے۔

امتدادِ زمانہ کی وجہ سے جب حالات بدل گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورہ سے عورتوں کا مردوں کے ساتھ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنا بند کر دیا۔

سوال نمبر ۱۸۵: کیا دو آدمیوں کی جماعت قائم ہو سکتی ہے؟

جواب: دو آدمیوں کی جماعت ہو سکتی ہے اس کی صورت یہ ہوگی کہ ایک امام بنے اور دوسرا مقتدی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ.(۱)

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب الاثنان جماعة، ۱: ۵۲۲، رقم: ۹۷۲

’’دو یا دو سے زیادہ (مردوں) پر جماعت ہے۔‘‘

اس صورت میں امام، مقتدی کو اپنے دائیں جانب کھڑا کرے گا، جیسا کہ حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی۔ میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے میرے سر کو پیچھے کی طرف سے پکڑ کر مجھے دائیں طرف کر دیا۔ (۱)

سوال نمبر ۱۸۶: جس مسجد میں اذان نہ کہی جائے وہاں باجماعت نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جس مسجد میں اذان اور اقامت نہ پڑھی جائے وہاں جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

سوال نمبر ۱۸۷: کیا عورت اِمامت کرواسکتی ہے؟

جواب: امامت کا حق دراصل مرد کے لیے ہے۔ لیکن اگر نماز میں صرف عورتیں ہی ہوں تو اس صورت میں عورت ان کی امامت کرواسکتی ہے، تاہم عورتوں کا مردوں کے علاوہ الگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض فقہا مکروہ کے قائل ہیں۔ صاحبِ ہدایہ نے لکھا ہے:

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب الجماعۃ والإمامۃ، باب اذ قام الرجل عن یسار الإمام، ۱: ۲۵۵، رقم: ۶۹۳

ويكره للنساء أن يصلين وحدهن الجماعة ...... فإن فعلن قامت الإمامة وسطهن.[(۱)]

’’اکیلی عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کی امام صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔‘‘

احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابیات نماز میں امامت کراتی تھیں۔ امام حاکم نے المستدرک میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے:

انها كانت تؤذن وتقيم وتؤم النساء، فتقوم وسطهن.[(۲)]

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اذان دیتی تھیں، نماز کے لئے اقامت کہتی تھیں اور صف کے درمیان میں کھڑی ہوکر عورتوں کی امامت کراتی تھیں۔‘‘

اس روایت کی رُو سے ثابت ہے کہ دینی تربیت اور عبادت الٰہی میں رغبت اور شوق پیدا کرنے کے لئے اگر عورتیں جمع ہوکر باجماعت نماز ادا کریں تو اجازت ہے۔ اس صورت میں امامت کرانے والی خاتون صف کے درمیان میں کھڑی ہوں گی۔ عیدین کے موقع پر خطبہ عید بھی پڑھے گی کیونکہ عورت کا

(۱) مرغینانی، الهداية، ۱: ۵۶

(۲) حاکم، المستدرك، ۱: ۳۲۰، رقم: ۷۳۱

عورتوں کے سامنے خطبہ پڑھنا درست ہے۔

فقہا کرام نے لکھا ہے کہ عورت عورتوں کی اور نابالغ نابالغوں کا امام ہوسکتا ہے۔(۱)

سوال نمبر ۱۸۸: نماز باجماعت ادا کرنے کی کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: نمازِ پنجگانہ مسجد میں باجماعت ادا کرنے کی درج ذیل حکمتیں ہیں:

۱۔ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے سے مسلمانوں کو دن میں پانچ مرتبہ یکجا ہونے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ اس طرح انہیں اہلِ محلّہ کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ کون کس حال میں ہے قرب و جوار میں کوئی ایسا تو نہیں جو پریشان و تنگدست ہے یا بیمار ہے۔

۲۔ باجماعت نماز کی ادائیگی قرب و موانست اور محبت کے رشتے کو مضبوط و مستحکم بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی خوشی غمی اور دکھ سکھ میں شریک ہوکر ایک صحت مند، خوشحال اور فعال معاشرے کی تعمیر ممکن ہے۔

۳۔ نماز باجماعت کی پابندی سے انسان کے دل میں یہ احساس جاگزیں ہوتا ہے کہ بغیر کسی شرعی عذر کے گھر کے اندر رہ کر انفرادی سطح پر نماز جیسے فریضے کی بجا آوری ممکن نہیں تو افرادِ معاشرہ ایک دوسرے سے الگ تھلگ کیسے رہ سکتے ہیں؟

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ۱: ۸۴

۴۔ باجماعت نماز سے اطاعتِ امیر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ معاشرے کے اندر وحدت و یگانگت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔

۶۔ وقت کی پابندی کا درس ملتا ہے۔

۷۔ عملاً مساوات کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

۸۔ اتحاد، نظم اور یقین محکم کا درس ملتا اور تربیت ہوتی ہے۔

۹۔ نیکیوں میں سبقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

۱۰۔ غرور و تکبر کے بت ٹوٹتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۸۹: نماز باجماعت کے فلسفے سے اجتماعیت کے وہ کون سے اصول ہیں جن کو اپنانے سے معاشرے کی اصلاح احسن طریقے سے ہوسکتی ہے؟

جواب: نماز باجماعت کے فلسفے کے درج ذیل پانچ اصول ہیں جن کو اپنانے سے معاشرے کی اصلاح احسن طریقے سے ہوسکتی ہے:

۱۔ خاتمہ انتشار

اسلام میں اجتماعیت کا تصور ملت کو ہر قسم کے انتشار اور بدنظمی سے پاک دیکھنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک روایت کا حوالہ دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں کو

ٹولیوں کی صورت میں ادھر اُدھر بیٹھے دیکھا۔ آپ ﷺ نے انہیں سرزنش کی اور متنبہ فرمایا کہ اگر تم اس طرح منتشر ہوگے تو تمہارے دل کبھی ایک دوسرے سے نہ مل سکیں گے۔(۱)

اس ارشادِ رسول ﷺ سے امتِ مسلمہ کو تعلیم ملتی ہے کہ وہ اپنی صفوں کو انتشار کی لعنت سے پاک رکھیں۔

۲۔ فروغِ وحدت و استحکامِ ملت

اجتماعیت کا دوسرا اصول امت میں وحدتِ فکر و عمل اور اتحاد و یکجہتی کو فروغ دینے کا متقاضی ہے۔ مسجد میں صف بندی اور قبلہ رو ہونے سے یہی تعلیم ملتی ہے جس کے سانچے میں زندگی کو من حیث المجموع ڈھال لینے سے ملتِ اسلامیہ قوت و استحکام سے بہرہ ور ہو سکے گی۔

۳۔ نظم و نسق کا لحاظ

اجتماعیت کا تیسرا اصول صرف اس پر موقوف نہیں کہ صف بندی کر کے بیٹھے رہیں بلکہ اس کی نتیجہ خیزی کے لیے لازمی و لابدی ہے کہ صفوں میں ترتیب و قرینہ کو ملحوظ رکھا جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

> ’’تم ایسی صفیں کیوں نہیں بناتے جیسے فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے بناتے ہیں۔‘‘

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب من یستحب أن یلي الإمام فی الصف و کراھیۃ التاخر، ۱: ۲۶۰، رقم: ۶۷۵

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”پہلی صف مکمل کرنے کے بعد دوسری صف بناتے ہیں اور درمیان میں جگہ نہیں چھوڑتے۔“(۱)

مسجد کے اندر اور مسجد سے باہر نظم و نسق (discipline) کے اصول کا اطلاق امت کو متحد و منظّم رکھنے اور اس کی شیرازہ بندی کے لیے اَز بس ضروری ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل ارشادِ ربانی:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا. (۲)

”اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔“

حرزِ جاں بنانے کے قابل ہے تاکہ باطل کے مقابلے میں اہلِ اسلام کی ہوا نہ اکھڑے اور اقوامِ عالم میں انہیں ننگ و رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۴۔ تنظیم سازی

اجتماعیت کا چوتھا اصول تنظیم سازی ہے۔ جس طرح باجماعت نماز میں حکم ہے کہ جب تک صفِ اوّل مکمل نہ ہو دوسری صف نہ بنائی جائے اور صفوں میں حفظ مراتب کا خیال رکھا جائے یعنی پہلی صف میں عمر اور علمی مرتبہ

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب إقامة الصفوف، ۱: ۵۳۲، ۵۳۳، رقم: ۹۹۲

(۲) آل عمران، ۳: ۱۰۳

کے اعتبار سے بڑے بڑے لوگ کھڑے ہوں اور دوسری صف میں وہ لوگ کھڑے ہوں جو درجے میں ان سے کم تر ہوں۔ آخری صف میں بچے اور اگر عورتیں بھی شاملِ جماعت ہو تو وہ سب پچھلی صف میں کھڑی ہوں۔ اس اصول کا اطلاق نماز سے باہر عملی زندگی میں بھی بہمہ وجوہ ہوتا ہے۔ جس میں تنظیم کی اہمیت و افادیت ایک مسلمہ امر ہے۔

۵۔ قیادت کی اہلیت

اجتماعیت کا پانچواں اصول قیادت کا چناؤ ہے۔ جس طرح نماز باجماعت کی امامت کے لیے شریعتِ مطہرہ نے کسی ایسے شخص کو امام مقرر کرنے کا حکم دیا ہے جو ان شرائط پر امکانی حد تک پورا اترتا ہو جنہیں کتب فقہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

امام چونکہ مفروض الاطاعت ہے اور اس کی تقلید لازم قرار دی گئی ہے لہٰذا بحیثیت امام اس شخص کی تقرری عمل میں لائی جائے جسے اپنے مقتدیوں پر برتری اور فوقیت حاصل ہو۔ امام کی اہلیت کا معیار اس حدیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى، فَإِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاْةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا. (۱)

(۱) ترمذی، السنن، ابواب الصلاة، باب من أحق بالإمامة، ۱: ۲۷۴، رقم: ۲۳۵

’’قوم کی امامت وہ کرے گا جو ان میں سب سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہے اگر قراءتِ قرآن میں سب برابری کا درجہ رکھتے ہوں تو پھر جو سب سے زیادہ عالمِ سنت ہو وہ امامت کرے۔ اس میں بھی سب برابر ہوں تو جو ہجرت میں سب سے مقدم ہو (وہ امامت کرے)، اس میں بھی سب برابر ہوں تو جو عمر میں سب سے زیادہ ہو (وہ امامت کرے)۔‘‘

اس اصول سے بغیر کسی ابہام کے امتِ مسلمہ کے لیے یہ ضابطہ وضع کیا گیا ہے کہ اسے اپنا قائد کسی ایسے شخص کو منتخب کرنا چاہیے جو ہر لحاظ سے قیادت کا اہل اور مستحق ہو۔ ملت کے تشخص اور وجود کی بقا کا انحصار لازمی طور پر ایسے امیر اور قائد پر ہے جو مطلوبہ معیار پر پورا اترتا ہو۔ اس ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشادِ گرامی خصوصی توجہ چاہتا ہے:

لَا إِسْلَامَ إِلَّا بِجَمَاعَةٍ، وَلَا جَمَاعَةَ إِلَّا بِإِمَارَةٍ، وَلَا إِمَارَةَ إِلَّا بِطَاعَةٍ.(۱)

’’جماعت کے بغیر اسلام کا کوئی وجود نہیں، اور بغیر کسی امیر کے جماعت کا کوئی وجود برقرار نہیں رہ سکتا، اور بغیر اطاعت اور حکم ماننے کے قائد کا کوئی وجود نہیں۔‘‘

(۱) دارمی، السنن، ۱: ۹۱، رقم: ۲۵۱

۱۲۔ قصر اور قضا نمازوں کے مسائل

سوال نمبر ۱۹۰: مسافر کسے کہتے ہیں؟

جواب: شرعی اعتبار سے مسافر وہ شخص ہے جو کم از کم ۵۴ میل (۸۶ کلومیٹر) مسافت کے ارادے سے اپنے علاقے سے باہر سفر پر روانہ ہو چکا ہو۔ اس پر واجب ہے کہ فقط فرض نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت فرض والی نماز میں دو فرض پڑھے۔

سوال نمبر ۱۹۱: قصر نماز کسے کہتے ہیں؟

جواب: سفر میں چار رکعت فرائض والی نمازوں (ظہر، عصر، عشاء) کو نصف کرکے پڑھنا قصر کہلاتا ہے۔[۱]

اس طرح ادا کی جانے والی نماز کو نمازِ قصر کہتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذَا ضَرَبۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ فَلَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَقۡصُرُوۡا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَنۡ یَّفۡتِنَکُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ اِنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ کَانُوۡا لَکُمۡ عَدُوًّا مُّبِیۡنًا ﴿۲﴾

---

(۱) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱: ۳۵۳

(۲) النساء، ۴: ۱۰۱

’’اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز میں قصر کرو (یعنی چار رکعت فرض کی جگہ دو پڑھو) اگر تمہیں اندیشہ ہے کہ کافر تمہیں تکلیف میں مبتلا کر دیں گے۔ بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں o‘‘

مسافر اگر ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں قصر نہ کرے اور پوری رکعات پڑھے تو وہ گنہگار ہوگا، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی ظہر کی چھ رکعات فرض پڑھے تو بجائے ثواب کے اسے گناہ ہوگا۔ لیکن اگر مسافر لاعلمی میں قصر کرنا بھول گیا اور اُس نے دو کی بجائے چار رکعات پڑھ لیں اور نماز ختم ہونے سے پہلے یاد آیا اور دوسری رکعت کے آخری قعدہ میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو اس کی دو رکعات فرض ہو جائیں گی اور دو نفل۔ اور اگر دوسری رکعت میں نہ بیٹھا تو چاروں رکعات نفل ہوگی، لہٰذا فرض نماز دوبارہ پڑھے گا۔

سوال نمبر۱۹۲: قصر نماز ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نماز قصر کرنے کا طریقہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضر اور سفر میں نمازیں پڑھی ہیں میں نے آپ کے ساتھ حضر میں ظہر چار رکعت پڑھی اس کے بعد دو رکعت سنت اور سفر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر دو رکعت پڑھی اور اس کے بعد دو رکعت سنت ادا کی۔ اور (سفر میں) عصر کی نماز دو رکعت ادا کی اس کے بعد آپ نے کچھ نہ پڑھا مغرب کی نماز سفر اور حضر میں تین رکعتیں ادا کیں اور آپ سفر و

حضر میں مغرب کے فرائض تین سے کم ادا نہیں فرماتے تھے اور یہ دن کے وتر ہیں اور اس کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔ وتر اور سنتوں میں قصر نہیں۔ (۱)

کسی مسافر کی دوران سفر اگر نمازیں قضا ہو جائیں تو گھر پہنچ کر تب بھی چار رکعات والی نمازوں کی دو دو رکعات قصر کے ساتھ قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے ان میں سے کوئی نماز قضا ہوئی تو سفر کی حالت میں چار رکعات قضاء پڑھے (دونوں صورتوں میں عشاء میں تین وتر بھی پڑھے)۔

سوال نمبر۱۹۳: قصر نماز کتنے دن کے قیام کے دوران پڑھنی چاہیے؟

جواب: امام ابو حنیفہ کے نزدیک مدتِ قصر پندرہ دن تک ہے اگر کوئی شخص پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ کرلے تو اس کو پوری نماز پڑھنی ہو گی۔ جبکہ ائمہ ثلاثہ (امام شافعی، امام مالک اور امام احمد) کے نزدیک مدتِ قصر چار روز تک ہے۔ اگر کوئی شخص چار روز یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ کرے گا تو اس کو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔

سوال نمبر۱۹۴: کیا سنتوں کی بھی قصر ہوتی ہے؟

جواب: سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتہ خوف اور ایسی کسی مجبوری مثلاً گاڑی کے نکلنے کا اندیشہ وغیرہ ہو تو اس حالت میں سنتیں چھوڑ سکتا ہے۔ معاف ہیں لیکن سنت کی قصر نہیں کرسکتا۔

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب السفر، باب ما جاء فی التطوع فی السفر، ۱: ۵۵۴، رقم: ۵۵۲

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سفر میں سنن مؤکدہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ احناف کے نزدیک روانگی اور سفر کی حالت میں نہ پڑھے اور رخصت پر عمل کرے۔ البتہ صبح کی سنتیں پڑھ لے کیونکہ وہ واجب کے قریب ہیں اور جب حالت قیام میں ہو جیسے چند روز کے لیے کسی جگہ ٹھہرے تو سنن مؤکدات پڑھ لے۔(۱)

سوال نمبر ۱۹۵: کیا فجر، مغرب اور وتر میں قصر ہوتی ہے؟

جواب: فجر، مغرب اور وتر میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں، صرف ظہر، عصر اور عشاء کے فرضوں میں قصر ہے۔

سوال نمبر ۱۹۶: مسافر امام کے پیچھے مقامی کس طرح نماز پڑھے؟

جواب: تمام ائمہ اس پر متفق ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد اہلِ مکہ کے ساتھ بحیثیت امام کے چار رکعات والی نماز پڑھی اور دو رکعات کے بعد سلام پھیر دیا پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

أتمو صلاتكم فأنا قوم سفر.(۲)

’’تم لوگ اپنی اپنی نمازیں پوری کرو، میں مسافر ہوں۔‘‘

مقیم کو چاہیے کہ مسافر کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کرے اور جب امام سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کھڑا ہو جائے اور اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے۔ ان

(۱) نووی، شرح صحیح مسلم، ۲: ۳۸۳

(۲) ابو داود طیالسی، المسند: ۱۱۳، ۱۱۵، رقم: ۸۴۰، ۸۵۸

دو رکعتوں میں قرات بالکل نہ کرے بلکہ اتنی دیر چپ کھڑا رہے جتنی دیر سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ امام ہی کی اقتداء میں ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۱۹۷: مسافر، مقامی امام کے پیچھے کون سی نماز پڑھے؟

جواب: مسافر جب مقیم کے پیچھے نماز پڑھے گا تو قصر نہیں کرے گا بلکہ پوری نماز پڑھے گا خواہ ایک یا اس سے کم رکعت پائے لیکن نماز کا وقت نکل جانے کے بعد کسی مسافر کا مقیم کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ وقت نماز ختم ہونے کے بعد اس کا فرض دو کی بجائے چار رکعت نہ ہوگا بلکہ اس کے ذمہ مستقل دو رکعت فرض عائد ہوتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (سفر میں مقیم) امام کے ساتھ چار رکعت پڑھتے تھے اور جب تنہا نماز پڑھتے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔[۱]

سوال نمبر ۱۹۸: مسافر اگر اپنے رشتہ دار (بھائی، چچا، ماموں) کے گھر جائے تو قصر نماز پڑھے گا یا پوری؟

جواب: اگر مسافر کی آبائی جگہ پر رشتہ دار مقیم ہیں تو پوری نماز پڑھے ورنہ قصر نماز ادا کرے۔

www.MinhajBooks.com

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا، باب قصر الصلاۃ، ۱: ۴۸۲، رقم: ۶۹۴

سوال نمبر ۱۹۹: شادی شدہ عورت اپنے میکے میں پوری نماز ادا کرے گی یا قصر؟

۱۔ جو عورت شادی کے بعد مستقلاً سسرال رہنے لگی تو اب اس کا اصلی گھر سسرال ہے۔ اگر وہ میکے آئے جو تین دن کی مسافت (۵۴ میل کے فاصلے) پر ہے تو قصر نماز پڑھے گی جب تک کہ وہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے۔

۲۔ جو عورت اپنے شوہر کے ساتھ سفر میں ہو وہ شوہر کی تابع رہے گی۔ اگر شوہر نے کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت کر لی تو عورت بھی نمازیں پوری پڑھے اگر شوہر کی پندرہ دن کی نیت نہ ہو تو عورت بھی قصر کرے۔ عورت کی نیت کا اعتبار نہیں۔

۳۔ اگر کوئی عورت شوہر کی اجازت سے تین دن کی مسافت (۵۴ میل) پر واقع میکے گئی اور ارادہ پندرہ سے کم ٹھہرنے کا ہو تو مسافر رہے گی اور قصر پڑھے گی، مثلاً ہفتہ دس دن کے لئے گئی پھر روزانہ یہ نیت ہو کہ کل روانہ ہوں گی پرسوں روانہ ہوں گی مگر حالات کی بناء پر پندرہ دن سے زیادہ دن گزر گئے تو بھی قصر کرے گی۔

سوال نمبر ۲۰۰: ایک شہر کے دو راستے ہیں ایک تین دن کا، دوسرا دو دن کا تو نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہو گا؟

جواب: جس راستے سے مسافر چلے گا اسی راستے کا حکم اس پر جاری ہوگا۔

سوال نمبر ۲۰۱: ادا اور قضا میں کیا فرق ہے؟

جواب: مقررہ اوقات میں پڑھی جانے والی نماز ادا کہلاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (۱)

’’پھر (اے مسلمان مجاہدو!) جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہر حال میں) یاد کرتے رہو، پھر جب تم (حالتِ خوف سے نکل کر) اطمینان پا لو تو نماز کو (حسبِ دستور) قائم کرو۔ بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے ○‘‘

اور وقت گزرنے کے بعد پڑھی جانے والی نماز قضا کہلاتی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُّصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا. (۲)

’’جو شخص کسی نماز کو بھول جائے یا نماز پڑھے بغیر سو جائے تو اس کا

---

(۱) النساء، ۴: ۱۰۳

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة، ۱: ۴۷۷، رقم: ۶۸۴

یہی کفارہ ہے کہ جب یاد آئے تو پڑھ لے (یعنی نماز قضا پڑھے)۔‘‘

سوال نمبر۲۰۲: قضائے عمری سے کیا مراد ہے؟

جواب: اگر کسی شخص کی بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہوں جن کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ کس وقت کی نمازیں زیادہ قضا ہوئیں اور کس وقت کی کم تو اسے چاہیے کہ اوقات ممنوعہ کے علاوہ بقیہ اوقات میں ان نمازوں کو ادا کرے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نوافل و سنن کی بجائے صرف فرض رکعتیں ادا کرے۔ اسی کو قضائے عمری کہتے ہیں۔

بعض لوگوں میں یہ مغالطہ پایا جاتا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ کو ایک دن کی پانچ نمازیں بمع وتر پڑھ لی جائیں تو ساری عمر کی قضا نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ یہ قطعاً باطل خیال ہے۔ رمضان کی خصوصیت، فضیلت اور اجر و ثواب کی زیادتی اپنی جگہ لیکن ایک دن کی قضا نمازیں پڑھنے سے ایک دن کی ہی نمازیں ادا ہوں گی ساری عمر کی نہیں۔

سوال نمبر۲۰۳: قضا نمازوں کی ادائیگی کیسے ممکن ہے؟

جواب: اگر کسی شخص نے بلوغت کے کافی عرصہ گزر جانے کے بعد نماز پڑھنا شروع کی ہو یا کبھی پڑھتا ہو اور کبھی چھوڑ دیتا ہو تو اس پر لازم ہے کہ زندگی سے متعلقہ ضروری کاموں کے علاوہ سب کام چھوڑ کر نمازوں کی قضا شروع کر دے۔ وہ اسوقت تک قضاء نمازیں ادا کرتا رہے جب تک اس کے غالب گمان کے مطابق تمام قضا نمازیں ادا نہ ہو جائیں۔ اگر اس دوران اس کو موت آ گئی۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اس کی بخشش ہو جائے گی۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (۱)

''اور جو شخص بھی اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے پھر اسے (راستے میں ہی) موت آ پکڑے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ثابت ہو گیا، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۝''

اور اگر کوئی شخص ایسا نہ کر سکے تو اس سے کم درجہ یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک یا جس قدر ممکن ہو، قضا نماز پڑھتا رہے، قضا نمازوں کے صرف فرائض اور وتر ادا کرے۔

مثلاً پورے دن کی قضا نمازیں ادا کرنی ہوں تو پھر کل بیس رکعات اس طرح ادا کرے دو فرض فجر، چار فرض ظہر، چار فرض عصر، تین فرض مغرب، چار فرض عشاء بمع تین وتر۔ اس طرح نیت کرے: مثلاً میں اپنی گذشتہ فجر کو ادا کرنے کی نیت کرتا ہوں جس کا میں نے وقت پایا اور ادا نہیں کی۔ ہر قضاء نماز کی اسی طرح نیت کر یعنی دل میں ارادہ کرے، زبان سے کہنا بہتر ہے ضروری نہیں۔

(۱) النساء، ۴: ۱۰۰

سوال نمبر۲۰۴: کن حالتوں میں نماز کی قضا معاف ہے؟

جواب: حالتِ جنون یا مرض (جس میں اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھی جا سکے) مسلسل چھ نمازوں کے وقت میں رہا یا جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا تو زمانہ اِرتداد کی نمازیں، ان تمام صورتوں میں نماز کی قضا نہیں ہوگی، یہ نمازیں معاف ہیں۔

سوال نمبر۲۰۵: شرعی عذر کے ساتھ نماز قضا کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شرعی عذر کے ساتھ نماز قضا کر دینے کا حکم یہ ہے کہ اگر نمازی کسی وقت کی نماز بھول گیا یا بے خبر سو گیا یا دشمن نے پڑھنے کی مہلت نہ دی یا اتنا شدید بیمار ہوا کہ اشارے سے بھی نہ پڑھ سکا۔ ان تمام صورتوں میں نماز قضا تو ہو گی مگر وقت پر نہ پڑھنے کا کوئی گناہ نہیں ہو گا۔

سوال نمبر۲۰۶: مسافر نماز کی قضا کیسے کرے گا؟

اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہوگئیں تو گھر پہنچ کر بھی چار رکعت والی نمازوں (ظہر، عصر اور عشاء) کی دو دو رکعتیں قصر کے ساتھ قضا پڑھے۔ اور اگر سفر سے پہلے ان میں سے کوئی نماز قضا ہو گئی تھی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں قضا پڑھے (اور دونوں صورتوں میں عشاء میں تین وتر بھی پڑھے)۔

۱۳۔ نفلی نمازیں

سوال نمبر ۲۰۷: فرض نمازوں میں سنتِ مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی رکعات کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: فرض نمازوں میں سنتِ مؤکدہ کی تعداد بارہ ہے جن میں نماز فجر کی دو، ظہر کی چھ، مغرب کی دو اور عشاء کی دو رکعات شامل ہیں جبکہ سنتِ غیر مؤکدہ کی تعداد آٹھ ہے جن میں نماز عصر کی چار اور نماز عشاء کی چار سنتیں شامل ہیں۔

سوال نمبر ۲۰۸: سنت نمازوں کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: سنت نمازوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ام المؤمنین حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ.[۱]

’’جس شخص نے دن اور رات میں (فرائض کے علاوہ) بارہ رکعات ادا کیں تو اس کے لیے جنت میں مکان بنایا جائے گا۔ (ان سنتوں کی

---

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الصلاة، باب ما جاء فیمن صلی فی یوم ولیلة ثنتی عشرة رکعة من السنة، ۱: ۴۴۰، رقم: ۴۱۵

تفصیل یہ ہے:) چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نمازِ فجر سے پہلے۔‘‘

سوال نمبر ۲۰۹: نفلی نماز کسے کہتے ہیں؟

جواب: نفلی نماز سے مراد وہ نماز ہے جس کا پڑھنا کسی شخص پر لازم نہیں بلکہ پسندیدہ فعل ہے۔ مثلاً نمازِ تہجد، نمازِ اشراق، نمازِ چاشت، نمازِ اوّابین، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء، نماز استخارہ، نمازِ تسبیح وغیرہ۔

سوال نمبر ۲۱۰: کیا سنن اور نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے؟

جواب: جی ہاں! سنن اور نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ.(۱)

’’لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو کیونکہ سوائے فرض نماز کے آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے۔‘‘

www.MinhajBooks.com

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب الجماعة والإمامة، باب صلاة الليل، ۱: ۲۵۶، رقم: ۶۹۸

سوال نمبر ۲۱۱: تحیۃ المسجد سے کیا مراد ہے اور کب ادا کی جاتی ہے؟

جواب: مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ اوقات مکروہہ کے سوا ہر وقت پڑھ سکتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔''(۱)

سوال نمبر ۲۱۲: تحیۃ الوضوء سے کیا مراد ہے اور کب ادا کی جاتی ہے؟

جواب: وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ ان دو رکعتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خادم حمران بیان کرتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لیے پانی منگوایا اور وضو کرنا شروع کیا، پہلے اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر تین بار اپنے چہرے کو دھویا، پھر دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر اسی طرح بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر دایاں پیر ٹخنوں تک تین بار دھویا، پھر اسی طرح بایاں پاؤں

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب المساجد، باب اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین، ۱: ۱۷۰، رقم: ۴۳۳

تین بار دھویا، پھر انہوں نے کہا جس طرح میں نے وضو کیا ہے اس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وضو کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے اس طریقہ کے مطابق وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور دورانِ نماز سوچ بچار نہ کرے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔‘‘(۱)

سوال نمبر ۲۱۳: نمازِ تہجد کی کتنی رکعات ہیں اور اس کے ادا کرنے کا وقت کیا ہے؟

جواب: نمازِ تہجد کی کم از کم دو رکعات ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات ہیں۔ بعد نمازِ عشاء بسترِ خواب پر لیٹ جائیں اور سو کر رات کے کسی بھی وقت اٹھ کر نمازِ تہجد پڑھ لیں، بہتر وقت نصف شب اور آخر شب ہے۔ تہجد کے لیے اٹھنے کا یقین ہو تو آپ عشاء کے وتر چھوڑ سکتے ہیں اس صورت میں وتر کو نماز تہجد کے ساتھ آخر میں پڑھیں یوں بشمول آٹھ نوافلِ تہجد کل گیارہ رکعات بن جائیں گی۔ رات کا اٹھنا یقینی نہ ہو تو وتر نمازِ عشاء کے ساتھ پڑھ لینا بہتر ہے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمیشہ رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے:

’’ایک رکعت کے ساتھ تمام رکعات کو طاق بنا لیتے، نماز سے فارغ

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب الطھارۃ، باب صفۃ الوضوء وکمالہ، ۱: ۲۰۴۔۲۰۵، رقم: ۲۲۶

ہونے کے بعد دائیں کروٹ لیٹ جاتے حتی کہ آپ کے پاس مؤذن آتا پھر آپ دو رکعت (سنت فجر) مختصراً پڑھتے۔‘‘(۱)

تنہائی میں پڑھی جانے والی یہ نماز اللہ تعالیٰ سے مناجات اور ملاقات کا دروازہ ہے۔ احادیث نبوی ﷺ میں اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔ ’’حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمام نفل نمازوں میں سب سے زیادہ محبوب نماز، صلاۃِ داؤد علیہ السلام ہے۔ وہ آدھی رات سوتے (پھر اٹھ کر) تہائی رات عبادت کرتے اور پھر چھٹے حصے میں سو جاتے۔‘‘(۲)

سوال نمبر۲۱۴: نمازِ اشراق کا وقت کیا ہے اور اس کی کتنی رکعات ہیں؟

جواب: نمازِ اشراق کا وقت طلوعِ آفتاب سے ۲۰ منٹ بعد شروع ہوتا ہے۔ اسے نمازِ فجر اور صبح کے وظائف پڑھ کر اٹھنے سے پہلے اسی مقام پر ادا کرنا چاہیے۔ نماز اشراقِ کی رکعات کم از کم دو (۲) اور زیادہ سے زیادہ چھ (۶) ہیں۔

حدیث مبارکہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر

www.MinhajBooks.com

---

(۱) مسلم، الصحیح، کتاب صلوۃ المسافرین، باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، ۱: ۵۰۸، رقم: ۷۳۶

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب الصیام، باب النھی عن الصوم الدھر لمن تضرر بہ او فوت بہ حقاً لم یفطر العیدین، ۲: ۸۱۶، رقم: ۱۱۵۹

طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعت نماز (اشراق) ادا کی اس کے لئے کامل (و مقبول) حج و عمرہ کا ثواب ہے حضرت انس ص فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ لفظ تامۃ ''کامل'' تین مرتبہ فرمایا۔[1]

سوال نمبر ۲۱۵: نمازِ چاشت کا وقت کیا ہے اور اس کی کتنی رکعات ہیں؟

جواب: نماز چاشت کا وقت آفتاب کے خوب طلوع ہو جانے پر شروع ہوتا ہے۔ جب طلوعِ آفتاب اور آغازِ ظہر کے درمیان کل وقت کا آدھا حصہ گزر جائے تو یہ چاشت کے لیے افضل وقت ہے۔ نماز چاشت کی کم از کم چار (۴) اور زیادہ سے زیادہ بارہ (۱۲) رکعات ہیں۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ چاشت کی چار رکعت پڑھتے تھے اور اللہ تعالیٰ جس قدر زیادہ چاہتا اتنی پڑھ لیتے تھے۔[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الجمع عن رسول اللہ ﷺ، باب ذکر من یستحب من الجلوس فی المسجد بعد صلاۃ الصبح حتی تطلع الشمس، ۲: ۴۲۱، رقم: ۵۸۶

(۲) مسلم، الصحیح، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب صلاۃ الضحی، ۱: ۴۹۷، رقم: ۷۱۹

''جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔''(۱)

سوال نمبر ۲۱۶: نمازِ اوّابین کس وقت پڑھنی چاہیے اور اس کی کتنی رکعات ہیں؟

جواب: نمازِ اوّابین مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھنی چاہیے۔ یہ نماز کم از کم دو (۲) طویل رکعات یا چھ (۶) مختصر رکعات اور زیادہ سے زیادہ بیس (۲۰) رکعات پر مشتمل ہے۔ ترمذی اور ابنِ ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات نفل اس طرح (مسلسل) پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو اس کے لیے یہ نوافل بارہ سال کی عبادت کے برابر شمار ہوں گے۔''(۲)

سوال نمبر ۲۱۷: نمازِ استخارہ کسے کہتے ہیں اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: کسی جائز کام کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ تائیدِ غیبی سے حاصل کرنے کے لئے ادا کی جانے والی دو رکعت نماز کو نماز استخارہ کہتے ہیں۔ ان دو رکعات

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الوتر، باب ما جاء فی صلاة الضحی، ۱: ۴۸۵، رقم: ۴۷۳

(۲) ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الصلوة، باب ما جاء فی فضل التطوع و ست رکعات بعد المغرب، ۱: ۴۵۶، رقم: ۴۳۵

میں سے پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھے۔ پھر درج ذیل دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ، وَأَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ، وَأَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ، فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ. اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ ھٰذَا الْأَمْرَ ...... (یہاں اپنی حاجت کا ذکر کرے) ...... خَیْرٌ لِیْ، فِيْ دِیْنِي وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِکْ لِيْ فِيْهِ، وَإِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ ...... (یہاں اپنی حاجت کا ذکر کرے) ...... شَرٌّ لِّيْ، فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، فَاصْرِفْهُ عَنِي وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِيْ بِهِ.(۱)

’’اے اللہ! بے شک میں (اس کام میں) تجھ سے تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور (حصولِ خیر کے لیے) تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے قدرت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں، بے شک تو (ہر چیز پر) قادر ہے اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں، تو (ہر کام کے انجام کو) جانتا ہے اور میں (کچھ) نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لیے، میرے دین، میری

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب التطوع، باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی، ۱: ۳۹۱، رقم: ۱۱۰۹

زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر کر اور آسان کر پھر اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اس (کام) کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی عطا کر جہاں (کہیں بھی) ہو پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر اپنی حاجت بیان کرو۔

سوال نمبر ۲۱۸: اگر دعائے استخارہ عربی میں یاد نہ ہو تو کیا اُردو میں دعا کرنا جائز ہے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ دعا عربی میں مانگی جائے لیکن اگر کسی کو عربی میں یاد نہیں تو پھر وہ اپنی زبان میں دعا مانگ سکتا ہے چاہے تو لکھی ہوئی دعا دیکھ کر بھی پڑھ سکتا ہے۔

سوال نمبر ۲۱۹: صلوٰۃ التسبیح ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: چچا کیا میں آپ سے محبت کا حق ادا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو فائدہ نہ پہنچاؤں؟ کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چار رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھیں جب قرأت سے فارغ ہو جائیں تو رکوع سے قبل

۱۵ بار سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَر کہیں، پھر رکوع کریں اور اس میں دس بار، پھر رکوع سے اٹھ کر دس بار، پھر پہلے سجدہ میں دس بار، پھر سجدے سے اٹھ کر دس بار، پھر دوسرے سجدہ میں دس بار، پھر دوسرے سجدے سے اٹھ کر کھڑے ہونے سے قبل دس بار۔ اس طرح ہر رکعت میں ۷۵ بار ہوں گی اور چار رکعت میں ۳۰۰ بار۔ اگر آپ کے گناہ ریت کے برابر بھی ہوں گے تو (اس نماز کے سبب) اللہ انہیں معاف فرما دے گا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے روزانہ پڑھنے کی طاقت کون رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مہینہ میں ایک بار ورنہ سال میں ایک بار (پڑھ سکتے ہیں)۔[۱]

سوال نمبر ۲۲۰: نمازِ حاجت ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے یا مخلوق میں سے کسی سے کوئی حاجت درپیش آئے تو وہ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور پھر یہ دعا پڑھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، أَسْأَلُكَ أَنْ لَا تَدَعَ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ماجاء فی صلاة التسبيح، ۱: ۱۷۲-۱۷۳، رقم: ۱۳۸۶

فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَکَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا لِي.(۱)

’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بردبار بزرگ ہے بڑے عرش کا مالک، اے اللہ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، (اے اللہ!) میں تجھ سے تیری رحمت کے ذریعے بخشش کے اسباب، نیکی کی آسانی اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں، میرے تمام گناہ بخش دے میرے جملہ غم ختم کر دے اور میری ہر وہ حاجت جو تیری رضا مندی کے مطابق ہو پوری فرما۔‘‘

پھر اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جس بات کی طلب ہو سوال کرے وہ اس کے لیے مقدر کر دی جاتی ہے۔

۲۔ ترمذی، ابن ماجہ، احمد بن حنبل، حاکم، ابن خزیمہ، بیہقی اور طبرانی نے بروایت حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نابینا صحابی کو اس کی حاجت برآری کے لیے دو رکعت نماز کے بعد درج ذیل الفاظ کے ساتھ دُعا کی تلقین فرمائی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں اپنی حاجت برآری کے لیے اسی طریقے سے دو رکعت نماز کے بعد دعا کرتے تھے:

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في صلاةِ الحاجة، ۲: ۱۷۱، ۱۷۲، رقم: ۱۳۸۴

اَللّٰهُمَّ! إِنِّی أَسَأَلُکَ وَ أَتَوَجَّهُ إِلَیکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ! إِنِّی قَدْ تَوَجَّهتُ بِکَ إِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی هٰذِهِ لِتُقضٰی، اَللّٰهُمَّ! فَشَفِّعْهُ فِیَّ.(۱)

’’اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں حضور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے، اے محمد ﷺ میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہوں کہ پوری ہو۔ اے اللہ میرے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔‘‘

سوال نمبر ۲۲۱: نمازِ کسوف اور خسوف کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: کسوف کا معنی سورج گرہن اور خسوف کا معنی چاند گرہن ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جس دن (آپ کے صاحبزادے) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو سورج گرہن لگا۔ لوگوں نے کہا: ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن لگا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آیَتَانِ مِنْ آیَاتِ اللهِ. لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب إقامة الصلاة والسنة فیها، باب ماجاء فی صلاة الحاجة، ۲:۱۷۲، رقم: ۱۳۸۵

أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَافْزَعُوا لِلصَّلَاةِ.[۱]

''بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کے مرنے جینے سے ان کو گرہن نہیں لگتا پس جب تم ان نشانیوں کو دیکھو تو نماز پڑھو۔''

نمازِ کسوف کا طریقہ

جب سورج گرہن ہو تو چاہئے کہ امام کے پیچھے دو رکعتیں پڑھے جن میں بہت لمبی قرأت ہو اور رکوع سجدے بھی خوب دیر تک ہوں، دو رکعتیں پڑھ کر قبلہ رُو بیٹھے رہیں اور سورج صاف ہونے تک اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔

سورج گرہن کی نماز کی نیت: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل کسوفِ شمس کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، پیچھے اس امام کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰهُ اَكْبَر۔

نمازِ خسوف کا طریقہ

چاند گرہن کے وقت بھی چاند صاف ہونے تک نماز پڑھتے رہیں، مگر علیحدہ علیحدہ اپنے گھروں میں پڑھیں، اس میں جماعت نہیں۔

چاند گرہن کی نماز کی نیت: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل خسوف قمر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰهُ اَكْبَر۔

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الكسوف، باب صلاة الكسوف، ۲: ۶۱۹، رقم: ۹۰۱

سوال نمبر۲۲۲: نماز توبہ کی کتنی رکعات ہوتی ہیں اور یہ کب ادا کی جا سکتی ہے؟

جواب: مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت دو رکعت نفل نمازِ توبہ ادا کی جاسکتی ہے۔ خصوصاً گناہ سرزد ہونے کے بعد اس نماز کے پڑھنے سے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی سے گناہ سرزد ہوجائے تو وہ وضو کر کے نماز پڑھے، اور پھر استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝(۱)

’’اور (یہ) ایسے لوگ ہیں کہ جب کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا گناہوں کی بخشش کون کرتا ہے اور پھر جو گناہ وہ کر بیٹھے تھے ان پر جان بوجھ کر اِصرار بھی نہیں کرتے ۝‘‘

(۱) آل عمران، ۳: ۱۳۵

سوال نمبر ۲۲۳: ہم نماز ادا کرتے ہیں مگر ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟

جواب: ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن ہماری دعا قبول نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ جو چیز ہم مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتی یا اس دعا کے عوض اللہ تعالیٰ ہم سے دنیا و آخرت کی کوئی بلا ٹال دیتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابھی اس چیز کی عطا کا وقت نہیں آیا وہ اس کو مؤخر کر دیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ تین سو سال بعد قبول ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی دعا مانگی جو دو ہزار سال بعد پوری ہوئی یا اس دعا کے عوض آخرت میں اجر عطا فرماتا ہے۔ یہ امور اس وقت مرتب ہوتے ہیں۔ جب بندہ مسلسل بغیر کسی گلے شکوے کے دعا کرتا رہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ اس کا جواب بڑے حسین پیرائے میں دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَكُمْ.(۱)

''تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔''

ہم دعا کرتے ہیں مگر قبول نہیں کی جاتی اس کی وجوہات یہ ہیں:

۱۔ عرفتم الله ولم تؤدوا حقه ۔ تم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا مگر اس کی اطاعت نہ کی۔

۲۔ قرأتم القرآن ولم تعملوا به ۔ تم نے قرآن کریم پڑھا مگر اس پر

(۱) الغافر، ۴۰: ۶۰

عمل نہ کیا۔

۳۔ ادعیتم حب رسول اللہ ﷺ وترکتم سنته ۔ تم نے محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کیا اور حضور ﷺ کی سنت چھوڑ دی۔

۴۔ ادعیتم عداوۃ الشیطان ووافقتموہ ۔ تم نے شیطان کے دشمن ہونے کا دعویٰ کیا مگر پھر اُسی کی موافقت کی۔

۵۔ قلتم: إنکم تحبون الجنة ولم تعملوا لها ۔ جنت کی محبت کا دعویٰ کیا مگر اس کے لیے عمل نہ کیا۔

۶۔ قلتم: تخاف النار وذهبت أنفسکم بها ۔ تم نے کہا کہ تم نارِ دوزخ سے ڈرتے ہو مگر تم اپنی جانوں کو اسی طرف لے کر گئے۔

۷۔ قلتم: ان الموت حق ولم تستعدوا له ۔ تم نے یہ مانا کہ موت برحق ہے مگر اس کے لیے تیاری نہ کی۔

۸۔ اشتغلتم بعیوب إخوانکم ونسیتم عیوبکم ۔ غیروں کے عیوب دیکھتے ہو لیکن اپنے عیوب تمہیں دکھائی نہیں دیئے۔

۹۔ أکلتم نعمة اللہ ولم تشکروها ۔ اللہ کا رزق کھاتے ہو مگر اُس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

۱۰۔ دفنتم موتاکم ولم تعبروا بهم ۔ اپنے اعزاء و اقرباء کو دفن کرتے ہو مگر عبرت حاصل نہیں کرتے۔ (۱)

---

(۱) ابن خلکان، وفیات الأعیان، ۱: ۴۴۲

مآخذ و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم۔

۲۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۳۔ **احمد رضا**، ابن نقی علی خان قادری بریلوی (۱۲۷۲۔۱۳۴۰ھ/۱۸۸۶۔۱۹۲۱ء)۔ **فتاویٰ رضویہ**۔ لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، ۱۹۹۱ء۔

۴۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۵۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ السنن الکبری۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۶۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ (۲۰۹۔۲۷۹ھ/۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ الجامع الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۷۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۸۔ **حصکفی**، علاء الدین (م ۱۰۸۸ھ۔۱۶۷۷ء)۔ الدر المختار شرح تنویر الأبصار۔ کراچی، پاکستان: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۹۔ **عبد الحی**، محمد فرنگی محلی لکھنوی (۱۲۶۴۔۱۳۰۴ھ/۱۸۴۸۔۱۸۸۶ء)۔ مجموعہ

فتاویٰ۔ کراچی، پاکستان: سعید کمپنی۔

۱۰۔ **ابن خلکان**، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان (۶۰۸۔ ۶۸۱ھ)۔ **وفیات الأعیان و أنباءِ الزمان**۔ بیروت، لبنان: دار الثقافہ، ۱۹۶۸ء۔

۱۱۔ **دار قطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔ ۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۱۲۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۱۳۔ **ابوداؤد**، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۴۔ **عبد الرزاق**، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/۷۴۴۔۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۵۔ **ابن رشد**، محمد بن احمد بن محمد بن احمد قرطبی اندلسی (۵۹۵ھ)۔ **بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ الکلیات الازھریۃ، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء۔

۱۶۔ **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۱۷۔ **طحاوی**، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹۔ ۳۲۱ھ/۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ **شرح معانی الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۸۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الأوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۹۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔

۲۰۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔

۲۱۔ **طحطاوی**، احمد بن محمد طحطاوی (۱۲۳۱ھ)۔ **حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح**۔ مصر: مطبع مصطفیٰ البابی، ۱۳۵۶ھ۔

۲۲۔ **طیالسی**، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ/۷۵۱۔۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان، دار المعرفہ۔

۲۳۔ **ابن عابدین شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر (۱۲۴۴۔۱۳۰۶ھ)۔ **رد المحتار علی در المختار علی تنویر الأبصار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۸۶ھ۔

۲۴۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/۱۶۷۹۔۱۷۴۹ء)۔ **کشف الخفاء و مزیل الإلباس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۲۵۔ **غزالی**، حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد (۴۵۰۔۵۰۵ھ/۱۰۵۸۔۱۱۱۱ء)۔ **إحیاء علوم الدین**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۲۶۔ **کاسانی**، علاء الدین (م ۵۸۷ھ)۔ **بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء۔

۲۷۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **البدایۃ و النہایۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۲۸۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ **السنن**۔

بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۲۹۔ **مالک**، ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو (۹۳۔ ۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔ ۷۹۵ء)۔ الموطأ۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۳۰۔ **مسلم**، ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔ ۸۷۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۳۱۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیع۔ بمبئی، بھارت: اصح المطابع۔

۳۲۔ **منذری**، ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔ ۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔۱۲۵۸ء)۔ الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۳۳۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء +

۳۴۔ **نووی**، ابو زکریا، یحیٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ شرح صحیح مسلم۔ بیروت، لبنان: دار الا حیاء التراث، ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء۔

۳۵۔ **وہبہ زحیلی**، ڈاکٹر۔ الفقہ الإسلامی وأدلتہ۔ دمشق، شام: دارالفکر، ۱۹۷۸ء۔

۳۶۔ **ابن ہمام**، کمال الدین محمد بن عبدالواحد سیواسی سکندری (۷۹۰۔۸۶۱ھ)۔ فتح القدیر شرح الھدایۃ۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۳۷۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔ ۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث +

بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۳۸۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ المسند۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

کتبِ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۔ عرفانُ القرآن (ترجمہ قرآنِ حکیم)

۲۔ المنهاج السّويّ من الحديث النبوي ﴿عربی متن، اُردو ترجمہ اور تحقیق و تخریج﴾

۳۔ التصريح في صلاة التراويح ﴿بیس رکعت نمازِ تراویح کا ثبوت﴾

۴۔ الدعاء بعد الصلاة ﴿نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا﴾

۵۔ الصلاة عند الحنفية في ضوء السنة النبوية ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کا طریقہ نماز﴾

۶۔ الكنز الثمين فی فضيلة الذكر والذاكرين ﴿ذکر الٰہی اور ذاکرین کے فضائل﴾

۷۔ البدر التمام فی الصلوة علی صاحب الدُّنو والمقام ﷺ ﴿درود شریف کے فضائل و برکات﴾

۸۔ کتاب البدعة ﴿بدعت کا صحیح تصور﴾

۹۔ الفيوضات المحمدية ﷺ

۱۰۔ اسلام میں انسانی حقوق

۱۱۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ: امام الائمہ فی الحدیث

۱۲۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۳۔ اَرکانِ اِسلام

۱۴۔ فلسفۂ نماز

۱۵۔ آدابِ نماز

۱۶۔ نماز اور فلسفۂ اِجتماعیت

۱۷۔ نماز کا فلسفۂ معراج

۱۸۔ اِسلامی تربیتی نصاب (جلد اَوّل)

۱۹۔ اِسلامی تربیتی نصاب (جلد دُوم)

۲۰۔ حسنِ اَعمال

۲۱۔ اِسلام اور جدید سائنس

۲۲۔ الحکم الشرعی

۲۳۔ اسلام میں بچوں کے حقوق

خطاباتِ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

نمبر شمار	عنوان	خطاب نمبر
۱۔	اقامت صلوٰۃ کا پہلا مفہوم (سورہ بقرہ کی روشنی میں، والیم ۱)	Ad-55
۲۔	اقامت صلوٰۃ کا دوسرا مفہوم (باطنی محافظت (والیم ۲)	Ad-56
۳۔	اقامت صلوٰۃ کا تیسرا مفہوم (والیم ۳)	Ad-57

www.MinhajBooks.com

نمبر شمار	عنوان	خطاب نمبر
۴۔	نماز کی فرضیت و اہمیت (والیم ۱)	Dc-1
۵۔	نماز کے ظاہری اور باطنی آداب (والیم ۲)	Dc-2
۶۔	نماز کے ظاہری اور باطنی آداب (والیم ۳)	Dc-3
۷۔	نماز کے ظاہری اور باطنی آداب (والیم ۴)	Dc-4
۸۔	فلسفہ نماز اور نظام مرکزیت (والیم ۵)	Dc-5
۹۔	جامع عبادات اور نظام الاوقات (والیم ۶)	Dc-6

www.MinhajBooks.com